﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

قائم مقام ایڈیٹر :– عبدالباسط شاھد

جلد16 | جمعۃ المبارک02/جنوری 2009ء | 05/محرم الحرام1430ہجری قمری ❁ 02/صلح 1388ہجری شمسی | شمارہ 01

ریاکاری کا بدانجام

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جو شخص محض شہرت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا اور جو ریاکاری سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری سب پر ظاہر کر دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسمعة حدیث نمبر6018)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

نیکی جو صرف دکھانے کی غرض سے کی جاتی ہے وہ ایک لعنت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کے ساتھ دوسروں کا وجود بالکل ہیچ جاننا چاہئے

''نیکی جو صرف دکھانے کی غرض سے کی جاتی ہے وہ ایک لعنت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کے ساتھ دوسروں کا وجود بالکل ہیچ جاننا چاہئے دوسروں کے وجود کو ایک مردہ کیڑا کی طرح خیال کرنا چاہئے کیونکہ وہ کچھ کسی کا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ سنوار سکتے ہیں۔ نیکی کو نیک لوگ اگر ہزار پردوں کے اندر بھی کریں تو خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ اسے ظاہر کر دے گا اور اسی طرح بدی کا حال ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ اگر کوئی عابد زاہد خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور اس صدق اور جوش کا جو اس کے دل میں ہے انتہا کے نقطہ تک اظہار کر رہا ہو اور اتفاقاً کنڈی لگانا بھول گیا ہو تو کوئی اجنبی باہر سے آکر اس کا دروازہ کھول دے تو اس کی حالت بالکل وہی ہوتی ہے جو ایک زانی کی عین زنا کے وقت پکڑا جانے سے۔ کیونکہ اصل غرض تو دونو کی ایک ہی ہے یعنی اخفائے راز۔ اگرچہ رنگ الگ الگ ہیں۔ ایک نیکی کو اور دوسرا بدی کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ غرض خدا کے بندوں کی حالت تو اس نقطہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ نیک بھی چاہتے ہیں کہ ہماری نیکی پوشیدہ رہے اور بد بھی اپنی بدی کو پوشیدہ رکھنے کی دعا کرتا ہے مگر اس امر میں دونو نیک و بد کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قانون بنا رکھا ہے کہ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ(البقرة:73)''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 186)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ بھارت 2008ء کی مختصر جھلکیاں

کیرالہ کی نئی جماعت ماتھوئم کی طرف سے اخلاص کا ایک غیر معمولی اظہار۔ 103 سونے کے سکّوں کا حضور انور کی خدمت میں تحفہ جسے حضور ایدہ اللہ نے اس جماعت کی طرف سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی فنڈ میں دیا۔

''احمدیہ خلیفہ کو پُرخلوص خوش آمدید''، ''احمدیہ لیڈر کا بھرپور، شاندار، پُرجوش استقبال''۔

''ہر قیمت پر امن۔ جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر نے کہا'' جیسے وقیع عنوانات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ ہندوستان کی اخبارات میں شاندار کوریج۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

بقیہ رپورٹ: 26/نومبر 2008ء بروز بدھ:

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سہ پہر چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے مسجد بیت القدوس کے لئے روانہ ہوئے جہاں سوا چھ بجے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج کالیکٹ کی مقامی جماعت کے 113 خاندانوں کے 554 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس کے علاوہ صوبہ کرناٹک، صوبہ تامل ناڈو اور صوبہ آندھرا پردیش سے آنے والے بعض خاندانوں نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ خاندان پانچ صد کلومیٹر سے سات صد کلومیٹر کے لمبے فاصلے طے کر کے حضور انور سے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔

جماعت ماتھوئم کی طرف سے اخلاص و وفا کا ایک غیر معمولی اظہار

صوبہ کیرالہ میں قائم ہونے والی ایک نئی جماعت ماتھوئم کا وفد بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے آیا۔ ملاقات کے دوران اس جماعت نے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں سونے کے 103 سکّے پیش کئے جو جوبلی فنڈ میں اس جماعت کی طرف سے دئے گئے۔

اس جماعت کا قیام فروری 2008ء میں ہوا ہے۔ یہ جماعت اپنے ایمان اور اخلاص میں اس تیزی سے آگے بڑھی ہے کہ جماعت کے قیام کے دو ہفتہ بعد 26 مرد اور خواتین نے وصیت کے نظام میں شمولیت کے لئے درخواستیں دی ہیں اور

ایک دوست کے پی ابراہیم صاحب نے مسجد کے لئے ایک قطعہ زمین بھی وقف کیا ہے۔

اس جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں وزیٹر بک پیش کی جس پر ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل تحریر رقم فرمائی۔

”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

اللہ تعالیٰ جماعت ماتھوم کو ایمان اور اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔خلافت جوبلی سال میں قائم ہونے والی یہ جماعت خلافت سے وفا کے تعلق میں مثالی جماعتوں میں شمار ہو۔

میرے کیرالہ کے دورہ کے دوران اس جماعت نے 103 سونے کے سکّے پیش کئے ہیں۔ یہ سکّے مَیں صدسالہ خلافت جوبلی میں اسی جماعت کی طرف سے دے رہاہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت ماتھوم کے افراد کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔آمین“۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت القدوس میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

میڈیا کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں کا میڈیا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کو نمایاں طور پر کوریج دے رہاہے۔

✿...... ملیالم زبان کے اخبار "Malyalam Manarama" نے اپنی 26/نومبر 2008ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا:

”احمدیہ خلیفہ کو پُرخلوص خوش آمدید“

کالیکٹ۔احمدیہ مسلم جماعت کے عالمگیر روحانی رہنما خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو پُرخلوص اور تقویٰ سے بھری خوش آمدید۔

مومنوں سے بھری ہوئی مسجد احمدیہ میں نعرہ ہائے تکبیر اور روح پرور نظموں سے انہوں نے اپنے روحانی رہنما کو خوش آمدید کہی۔

روحانی خلیفہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ کیرالہ کے احمدیوں کو اپنے بڑوں کی نیکی کی وجہ سے پُرامن معاشرے کا ایک حصہ بننے کی توفیق ملی۔کیرالہ کے مختلف اطراف سے آئے ہوئے نمائندگان اس استقبالیہ میں شامل ہوئے۔

✿...... ملیالم زبان کے ایک اور اخبار "Manorama" نے اپنی 26/نومبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

”احمدیہ خلیفہ کو بھرپور انداز میں پُرجوش خوش آمدید“۔

احمدیہ مسلم جماعت کے عالمگیر روحانی رہنما خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو پُرجوش خوش آمدید۔عقیدت مندوں سے بھری ہوئی مسجد میں نعرہ ہائے تکبیر اور نظموں سے اپنے روحانی پیشوا کو خوش آمدید کہی۔

عالمگیر روحانی خلیفہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ کیرالہ کے احمدیوں کو اپنے بڑوں کی نیکیوں کی وجہ سے پُرامن معاشرے کا ایک حصہ بننے کی توفیق ملی۔کیرالہ کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احمدی احباب نے اس تقریب میں شرکت کی۔خلیفہ کی آمد کے سلسلہ میں شدید حفاظتی انتظام کیا گیا تھا۔

✿...... ملیالم زبان کے ایک اور اخبار جو کہ جماعت اسلامی کا اخبار کہلاتا ہے Madhyamam Calicut نے اپنی 26/نومبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

”احمدیہ خلیفہ کو شاندار خوش آمدید“۔

جماعت احمدیہ کے روحانی رہنما اور خلیفہ مرزا مسرور احمد کا شہر میں شاندار استقبال کیا گیا۔احمدیہ مسجد کے صحن میں بچوں نے نظمیں پڑھ کر رنگ برنگی جھنڈیاں ہلا ہلا کر ان کا پُرخلوص استقبال کیا۔خلیفہ کو خوش آمدید کہنے کے لئے بشمول عورتیں اور بچوں سمیت بہت سارے لوگ پہنچ گئے تھے۔استقبالیہ تقریب میں مختلف احمدی سرکردہ احباب بھی شامل ہوئے۔

✿...... ہندوستان کے انگریزی زبان کے نیشنل اخبار "The Hindu" نے اپنی 26/نومبر 2008ء کی اشاعت میں حضور انور کی تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا:

”احمدیہ لیڈر کا بھرپور،شاندار،پُرجوش استقبال“۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اپنے کیرالہ کے پہلے وزٹ پر۔

احمدیہ مسلم کمیونٹی نے بہت بڑی تعداد میں اپنے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اپنی احمدیہ مسجد آنے پر بڑے بھرپور انداز میں خوش آمدید کہا۔

احمدیہ روحانی لیڈر جو کیرالہ سٹیٹ کے وزٹ پر ہیں ان کے عقیدتمندوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اور ملیالم زبان میں استقبالیہ گیتوں کے ساتھ اپنے رہنما کو خوش آمدید کہا۔کیرالہ کے تمام حصوں سے احمدیہ کمیونٹی کے ممبران اپنے روحانی لیڈر کے استقبال کے لئے پہنچے تھے جو کیرالہ سٹیٹ کا پہلا وزٹ کررہے تھے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے ایڈریس میں اس بات پر زور دیا کہ معاشرہ اور سوسائٹی میں امن کا قیام کیا جائے اور ان اعلیٰ اخلاق اور اصولوں کو اپنایا جائے جو امن وسلامتی کے قیام کا موجب بنتے ہیں۔آپ نے اپنے ماننے والوں کو کہا کہ پاکیزہ زندگی کو اپنائیں۔اور معاشرہ میں سب کے ساتھ پیار ومحبت سے رہیں۔

✿...... ہندوستان کے انگریزی زبان کے ایک دوسرے نیشنل اخبار "Indian Express" نے اپنی 26/نومبر 2008ء کی اشاعت میں حضور انور کی مسجد بیت القدوس میں آمد کی تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا:

”ہر قیمت پر امن۔جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر نے کہا“۔

Kasargod، Kannur، Kozhikode، Wayanad اور Malappuram کے اضلاع سے آنے والے چھ ہزار کے لگ بھگ احمدی احباب نے اپنے خلیفہ کا استقبال کیا۔

جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر حضرت مرزا مسرور احمد نے خطاب کرتے ہوئے اپنے ماننے والوں کو کہا کہ وہ اپنی زندگیوں میں امن،صلح اور آشتی کو اپنائیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد،حضرت مرزا غلام احمدؑ جنہوں نے قادیان میں 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی کے پوتے ہیں اور آپ 19/اپریل 2003ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی وفات پر جماعت کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت مرزا مسرور احمد یہاں کیرالہ میں اپنی کمیونٹی کو پنجاب (قادیان) جانے سے پہلے وزٹ کررہے ہیں۔قادیان میں جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔صدسالہ خلافت جوبلی کے پروگرام کے تحت قادیان میں تقریبات ہیں۔ان تقریبات کا آغاز لندن میں 27/مئی 2008ء کو ہوا تھا۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا قادیان کا پہلا وزٹ دسمبر 2005ء میں ہوا تھا۔امسال یہاں آنے سے قبل آپ نے خلافت جوبلی کے پروگراموں کے تحت بعض افریقن اور یورپین ممالک کے دورہ جات فرمائے۔

حضرت مرزا مسرور احمد چنائی کے وزٹ کے بعد Kozhikode (کالیکٹ) پہنچے اور پھر آپ یہاں سے Kochin جائیں گے۔کالیکٹ آنے پر احمدیہ مسجد Muthalakkolam میں چھ ہزار احمدی احباب نے آپ کا بڑا پُرجوش استقبال کیا۔

(باقی آئندہ)

صدسالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی وبیلجیئم 2008ء کی مختصر جھلکیاں

برلن (جرمنی) سے بیت السلام برسلز (بلجیم) میں آمد۔مشن ہاؤس میں پُرجوش استقبال

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

18/اکتوبر 2008ء بروز ہفتہ:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ برلن میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق برلن (جرمنی) سے برسلز (بیلجیئم) کے لئے روانگی تھی۔احباب جماعت مردوخواتین بڑی تعداد میں صبح سے ہی مشن ہاؤس میں جمع ہوچکے تھے۔قریباً سوانو بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ کی بالکونی پر تشریف لائے اور اپنے ویڈیو کیمرہ سے مسجد کے خوبصورت مناظر کی ویڈیو بنائی۔حضور انور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی احباب جماعت نے پُرجوش نعرے بلند کئے۔حضور انور نے ازراہ شفقت اپنے عشاق کی بھی ویڈیو بنائی۔پھر حضور انور ازراہ شفقت بالکونی کے اس حصہ کی طرف تشریف لائے جہاں نیچے خواتین کھڑی تھیں۔خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے الوداعی نغمات پیش کئے۔احباب اپنے ہاتھ ہلا رہے تھے اور حضور انور کا کیمرہ ان الوداعی لمحات کو محفوظ کررہا تھا۔

برلن سے برسلز کے لئے روانگی

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اس موقع پر موجود بچوں اور بچیوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے اور روانگی سے قبل دعا کروائی اور قافلہ برلن (Berlin) سے برسلز (Brussels) کے لئے روانہ ہوا۔

برلن سے برسلز کا فاصلہ آٹھ سو کلومیٹر ہے۔قریباً سوا دو گھنٹے میں 287 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک پٹرول سٹیشن "Lahreter See" کے مقام پر کچھ دیر کے لئے قافلہ رکا۔

پھر آگے سفر جاری رہا اور مجموعی طور پر 534 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد "Resser Mark" کے مقام پر مین ہائی وے پر ایک ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کے لئے قافلہ رکا۔یہاں تک کے سفر کے دوران خاکسار ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گاڑی میں حضور انور کی خدمت میں اپنی ڈاک پیش کرکے ساتھ ساتھ ہدایات حاصل کیں۔

برلن سے مکرم حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر ومبلغ انچارج جرمنی،صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی مع خدام کی دوگاڑیاں،پروگرام کے مطابق اس مقام تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔دوسری طرف امیر صاحب بیلجیئم اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ بیلجیئم اپنی خدام کی ٹیم اور دوگاڑیوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے یہاں پہنچے تھے۔

اڑھائی بجے دوپہر کے کھانے کے بعد جرمنی سے آنے والے احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور جرمنی واپس جانے کی اجازت چاہی۔حضور انور نے دعا کروائی اور بیلجیئم سے آنے والی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر23

سب سے زیادہ خدمت

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بیان فرماتے ہیں:

''جب مجھے بلاد عربیہ میں دو تین سال ہو گئے تو مَیں نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں اس قدر عرصہ خدمتِ سلسلہ کے لئے عطا فرمائے کہ مجھ سے پہلے کسی مبلغ کو اس قدر عرصہ یہاں نہ ملا ہو۔

چنانچہ خدائے عظیم و برتر نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور مجھے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب رضوان اللہ علیہم کے مجموعی عرصہ سے بھی زیادہ خدمت کی توفیق دی اور مسلسل 18 سال تک فلسطین میں اقامت کا موقع عطا فرمایا۔الحمدللہ۔

(تشحیذ الاذہان جنوری 1978ء صفحہ11)

مرکز واپسی

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب دسمبر 1955ء میں بلاد عربیہ سے واپس تشریف لے آئے۔آپ بلاد عربیہ میں تقریباً 18 سال سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ اور آپ بلاد عربیہ میں سب سے زیادہ عرصہ کام کرنے والے پہلے مبلغ تھے۔ آپ کی واپسی پر صدر انجمن قادیان کے ماتحت فلسطین مشن میں مولوی جلال الدین صاحب قمر انچارج مقرر ہوئے۔

بلاد عربیہ میں دوبارہ ورود

یہاں یہ بھی ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مولانا محمد شریف صاحب کو جب تبلیغ احمدیت کے لئے گیمبیا بھجوایا گیا تو آپ نے اس سفر کے دروان بیروت میں کچھ دنوں کے لئے قیام فرمایا جس میں آپ نے ایک دفعہ پھر بلاد عربیہ کے بعض علاقوں کا دورہ کیا اور پرانے اور نئے احمدی احباب سے ملاقات کی۔ان ایام کی یادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

لبنان کے احمدیوں کا اخلاص

مَیں نے برادرانِ جماعت احمدیہ لبنان کو ربوہ اور کراچی سے بذریعہ خط اطلاع کردی تھی کہ میں 19/ فروری کو پی آئی اے کے جہاز میں ان کے پاس بیروت پہنچوں گا۔الحمدللہ کہ میرے خطوط ان کو وقت پر مل گئے اور ہوائی جہاز کے بیروت میں پہنچنے کے وقت پر ہوائی مستقر میں میرے استقبال کے لئے مخدومی و معظمی مرزا جمال احمد صاحب، برادران الشیخ عبدالرحمٰن السعیفان، ابوتوفیق محمد الصفدی، ابوعلی الدَّ الاتی اور محمد الدَّ رخبانی موجود تھے۔ہمارا جہاز بوجہ خرابی اصل وقت مقررہ سے چار گھنٹے دیر سے پہنچا لیکن یہ برادران کرام (جو سب سوائے برادرم محمد الدرخبانی کے مجھ سے عمر میں بڑے ہیں) فرطِ محبت کی وجہ سے اپنے گھروں کو واپس نہ گئے بلکہ وہاں ہی اس قدر لمبا عرصہ میرے انتظار میں رہے اور بڑی خوشی اور محبت سے مجھے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا اور بہت عزت افزائی کی۔

(الفضل 25/جولائی 1983ء صفحہ3)

تمنا برآئی

برادرم الشیخ عبدالرحمٰن السعیفان نے اپنے قصبہ برجا میں جو بیروت سے اندازاً بیس میل جانب جنوب سمندر کے کنارہ اور پہاڑ کی چوٹی پر کبابیر فلسطین کی طرح واقع ہے ایک دن پُرتکلف دعوت بھی کی ۔جس میں بہت سے معززین قصبہ مدعو تھے۔ برادرم ابو توفیق محمد الصفدی، برادرم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی سابق مبلغ لبنان و شام واُردن کو (ان کے لبنان میں اقامت کے ایام میں) قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مَیں مروں گا نہیں جب تک کہ اپنے مبلغ چوہدری محمد شریف کو دیکھ نہ لوں۔آج ان کی یہ تمنا پوری ہو رہی تھی۔اور فَـاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا (آل عمران:103) کی تصدیق ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان بڑھ رہا تھا۔

(الفضل 25/جولائی 1983ء صفحہ3)

شام میں

لبنان سے شام کو چلا گیا۔ وہاں برادرم منیر الحصنی صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔اوران کے حسن ضیافت اور للّٰہی محبت سے متمتع ہوا۔ان کی اہلیہ صاحبہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوجانے کی توفیق عطا فرمائی۔ سب احبابِ جماعت شام سے ملاقات ہوئی۔ انقلابِ فلسطین کے بعد میرا دمشق میں پہلی دفعہ جانا ہوا تھا اور ایسا یکدم تھا کہ بعض احباب دریافت کرتے تھے کہ کیا آپ سچ مچ ہمیں اس دنیا میں مل گئے ہیں یا ہم عالم خواب میں ہیں؟ چند دوستوں نے لبنان میں اور چند احباب نے شام میں بھی کہا کہ ہم مرکز کو تار دیتے ہیں کہ آپ یہاں ہمارے ملک میں ہی ٹھہریں۔آپ کا افریقہ سے کیا کام؟ مَیں نے کہا یہ غلطی ہرگز نہ کریں اور مجھے نادانستہ نقصان نہ پہنچائیں۔سب برکتیں اطاعت میں ہیں اور ہماری جماعت کی کامیابی کا راز اطاعت میں ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی مشیئت لے جائے وہی ہمارا اصل مقام ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے اس نکتہ کو فوراً سمجھ لیا اور مجھے ان کے ساتھ زیادہ سردردی نہ کرنی پڑی۔

(الفضل 25/جولائی 1983ء صفحہ3)

دو مبلغین کرام مکرم شیخ نور احمد صاحب منیرؔ اور مکرم رشید احمد صاحب چغتائی کی آمد

مولانا محمد شریف صاحب کے بلاد عربیہ میں قیام کے دوران دو مبلغین کرام مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر اور مکرم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی بلاد عربیہ میں تشریف لائے۔جنہوں نے مولانا محمد شریف صاحب کے ساتھ مل کر اور آپ کے زیرنگرانی مختلف بلاد عربیہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

جناب شیخ نور احمد صاحب منیر 3/ذوالحجہ 1346ھ کو حیفا پہنچے جبکہ مکرم مولوی رشید احمد چغتائی صاحب 28/ محرم 1368ھ کو حیفا تشریف لائے۔

مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب چند ماہ فلسطین میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد 17/ستمبر 1946ء کو شام میں آ گئے اور جماعت احمدیہ شام کو بیدار کرنے کے علاوہ اس ملک کے اونچے طبقہ تک پیغام احمدیت پہنچایا اور ملکی پریس کے ذریعہ عوامی حلقوں کو بھی جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں سے روشناس کرایا۔ پھر آپ ہی کے قیام شام کے دوران فلسطینی احمدی نہایت بے سروسامانی کی حالت میں دمشق میں پناہ گزیں ہوئے جن کی آبادکاری کا انتظام بھی آپ نے اور مکرم منیر الحصنی صاحب کے ساتھ مل کر کیا۔اس سلسہ میں جماعت احمدیہ دمشق نے بہت اخلاص اور ہمدردی کا نمونہ دکھایا اور احمدی مہاجرین کی خصوصا اور دوسرے مہاجرین کی عموما ہر ممکن امداد کی۔

آپ گرانقدر خدمات کے بعد 17/دسمبر 1949ء کو مرکز میں واپس آ گئے۔

مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کے فلسطین میں پہنچنے کے ایک سال بعد چونکہ فلسطین کی صورت حال بہت نازک ہوگئی تھی۔اس لئے چوہدری محمد شریف صاحب نے انہیں 3/ مارچ 1948ء کو اردن میں نیا مشن قائم کرنے کے لئے بھجوادیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ530)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ انچارج کے اس بروقت اقدام کی تعریف اور السید منیر الحصنی اور شیخ نور احمد صاحب منیر کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''مشرقی پنجاب پر جیسے تباہی آئی ویسے ہی یہودیوں کے حملہ کی وجہ سے فلسطین پر آئی ہے اور خطرناک جگہ وہی تھی جہاں ہماری جماعت تھی۔ حیفا کی جماعت کا کچھ حصہ فسادات سے پہلے ہی دمشق چلا گیا تھا۔ باقیوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔ چوہدری محمد شریف صاحب نے جو وہاں کے مشنری انچارج تھے وقت کی نزاکت سمجھتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے کام کیا اور اپنا ایک مبلغ شرق اردن بھجوادیا اور اسے ہدایت کی کہ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہو تم وہاں جا کر نیا مرکز بنانے کی کوشش کرو۔گویا انہوں نے وہی تدبیر اختیار کی جو ہم نے قادیان سے نکلنے کے وقت اختیار کی تھی اور اپنا ایک ساتھی شرق اردن میں بھجوا دیا............ شام میں کسی وقت ہمارے مبلغ گئے تھے لیکن کافی عرصہ سے یہ میدان خالی پڑا تھا۔تحریک جدید کے ماتحت شیخ نور احمد صاحب کو وہاں بھیجا گیا ان کے ذریعہ جماعت میں ایک خاص بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہاں کے دوست منیر الحصنی صاحب مقامی احمدی ہیں جو کہ نہایت ہی مخلص اور اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ انہوں نے یورپ میں فرانس وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔وہ آسودہ حال اور تاجر ہیں اور ان کے ایک بھائی کی قاہرہ (مصر) میں ایک بڑی دکان ہے۔ان کے خاندان کے سب افراد احمدی ہو گئے ہیں اور بہت مخلص اور قربانی کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے مبلغ کے وہاں جانے کی وجہ سے اور برادرم منیر الحصنی صاحب کے قادیان میں رہ جانے کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں ایک خاص احساس اور بیداری پیدا ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر پیدا ہوا ہے۔ (الفضل 5/دسمبر 1948ء صفحہ 3،تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ530-531)

مکرم رشید احمد چغتائی صاحب نے اردن میں 7/ جولائی 1949ء تک تبلیغی فرائض ادا کئے۔ازاں بعد آپ دمشق میں آ گئے۔اور کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد لبنان مشن کی بنیاد رکھی اور 22/دسمبر 1951ء کو مرکز (ربوہ) میں پہنچے۔ (ملخص از تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ530)

مکرم مولانا محمد شریف صاحب کے تقریباً 18 سالہ عظیم الشان دور کے مختصر تذکرہ کے بعد اب ہم اس عرصہ میں وقوع پذیر ہونے والے عربوں میں تبلیغ احمدیت کے دیگر اہم تاریخی حالات و واقعات بیان کرتے ہیں۔

عظیم الشان تاریخی اہمیت کے حامل واقعات

مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب کے تبلیغی جہاد کے دوران ہی بعض ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے جن کا جماعتی سطح پر خصوصا اور اسلامی اور عالمی سطح پر عموما بہت دوررس اثر محسوس ہوا اور ہو رہا ہے۔ان میں سے بعض کا تذکرہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

مدیر ''رابطہ اسلامیہ'' کی قادیان تشریف آوری

وسط اپریل 1939ء میں عالم اسلام کے دو مشہور عالم قادیان کی شہرت سن کر مرکز احمدیت میں تشریف لائے۔١۔حاجی موسیٰ جار اللہ ٢۔الاستاذ عبدالعزیز ادیب مدیر ماہنامہ ''رابطہ اسلامیہ'' دمشق۔

ان میں علامہ موسیٰ جار اللہ جو کہ روسی ترک عالم تھے اور عربی زبان پر عبور رکھتے تھے جماعت کے عقائد و تعلیمات سے بہت متاثر ہو کر گئے اور تین سال بعد اپنی کتاب ''اوائل السور'' میں فیضان نبوت اور معراج کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے نظریہ کی تائید کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ619)

نظام نو اور عباس محمود عقاد کی مدح سرائی

چالیس کی دہائی میں جب دنیا ابھی دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں سے نبرد آزما تھی۔ ایسے حالات میں 1942ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ''نظام نو'' کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جس میں مختلف دینی اور سیاسی نظاموں پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے اسلامی نظام کا غربت اور فقر اور مایوسی کی کیفیات سے نکالنے پر قادر ہونا اور جملہ مشکلات کا واحد کارآمد حل ہونا ثابت کیا۔

بعد میں جب یہ عظیم الشان خطاب انگریزی میں ترجمہ ہو کر دنیا میں نشر ہوا تو اس کی ایک کاپی مصر کے مشہور و معروف ادیب عباس محمود عقاد تک بھی پہنچی جسے پڑھ کر انہوں نے اس پر ریویو لکھا جس میں کتاب کے خلاصہ کے علاوہ مؤلف کے تبحر علمی کا بھی اعتراف کیا۔واضح رہے کہ عباس محمود عقاد سو سے زیادہ کتابوں کے مؤلف، قادر الکلام شاعر ادیب اور عربی ادب کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

یہاں پر ان کے ریویو میں سے ایک اقتباس بطور نمونہ پیش ہے، لکھتے ہیں:

يبدو من مطالعة هذا الخطاب أن صاحبه يوجه النظام العالمي إلى حل مشكلة الفقر أو مشكلة الثروة وتوزيعها بين أمم العالم وأفراده۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

اقصیٰ روڈ	ریلوے روڈ
6212515	6214750
6215455	6214760

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

وأنـه بغير شک علی اطلاع واف محيط بالأنظمة الحديثة التی عولجت بها هذه المشکلة۔

(مجلة ’’الرسالة‘‘ شماره699تاریخ اوّل محرم1366ھ)

یعنی اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مؤلف عالمی نظام کو غربت کے مسئلہ کے حل کی طرف راہنمائی کرتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ مؤلف دولت کی اقوام عالم کے مابین تقسیم کے مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ مؤلف ان تمام نئے نظاموں سے بخوبی واقفیت رکھتا ہے جن کے ذریعہ اس مشکل کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

امام جماعت احمدیہ مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے سینہ سپر

رشید عالی الکیلانی عراق کے پہلے وزیر اعظم کے اقرباء میں سے تھا۔ جس نے عثمانیوں سے عراق کی آزادی کے لئے مختلف خفیہ تنظیموں میں کام کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ کے فوراً بعد مئی 1941ء میں انہوں نے خفیہ تنظیموں کے بعض فوجی افسران کے ساتھ مل کر اپنی دانست میں عراق کو بچانے اور اس کو برطانوی تسلط سے آزاد کروانے کے لئے ایک تنظیم قائم کی۔ دوسری طرف اس نے یروشلم کے مفتی الشیخ امین الحسینی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور جرمنی کے ساتھ مل کر برطانوی تسلط کے خلاف تدابیر کرنے لگا۔ یہ شخص ہٹلر سے بھی ملا اور اس کے تعاون سے جرمنی میں ایک ریڈیو سٹیشن قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا جہاں سے تمام عرب دنیا کو مخاطب کر کے عراق اور عرب ممالک کی آزادی اور برطانوی تسلط کے خلاف ابھارنے لگا۔

(http://ar.wikipedia.org/wiki)

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف برطانیہ کی طرف سے عراق پر شدید اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں تو دوسری طرف نازی طاقتوں کی طرف سے مسلمانوں کے مقدس مقامات کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔

آج کل شاید اس خطرناک صورت حال کو سمجھنا اتنا آسان نہ ہو کیونکہ آج کل عرب ممالک کی کسی قدر آزادی اور خودمختاری قائم ہے۔ اسی طرح مالی، اقتصادی اور امن عامہ کی صورتحال بھی نسبتاً بہتر ہے۔ عالمی سطح پر ایک ملک کی دوسرے کے خلاف جارحیت کے سدباب کے لئے قوانین ہیں اور اکثر ممالک بڑی بڑی طاقتوں کے ساتھ معاہدات کر کے اپنے آپ کو کسی قدر محفوظ خیال کرتے ہیں۔ لیکن جس وقت کی یہ بات ہو رہی ہے اس وقت دوسری عالمی جنگ کا ابھی خاتمہ ہوا ہی تھا اور بڑے بڑے ممالک کے خلاف چھوٹے ممالک کی ادنیٰ سی حرکت بھی دوبارہ جنگ کا بازار گرم کر سکتی تھی۔ اور بلاد عربیہ کا میدان جنگ بننے کا سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں اور انکے مقدس مقامات کو ہونا تھا۔ اس لئے رشید عالی الکیلانی کی اس حرکت کو عالم اسلام میں بڑی نفرت کی نظر سے دیکھا گیا۔

مختلف اسلامی تنظیمات اور دینی جماعتوں کی طرف سے اس امر کی مذمت کی گئی۔ کسی نے رشید عالی اور مفتی یروشلم کو گالیاں دیں تو کسی نے ان کو غدار قرار دیا۔ ایسے میں ہمیشہ کی طرح اگر کوئی جرأت مندانہ آواز بلند ہوئی تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوئی۔ اور اگر کسی کے منہ سے کلمہء حق نکلا تو وہ امام جماعت احمدیہ کی زبان مبارک سے نکلا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایسے موقعہ پر خاموش رہنا گوارا نہ فرمایا اور 25/مئی 1941ء کو لاہور ریڈیو سٹیشن سے ’’عراق کے حالات پر تبصرہ‘‘ کے عنوان سے ایک اہم تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے سٹیشنوں نے بھی نشر کیا۔

حضورؓ نے فرمایا:

’’عراق کی موجودہ شورش دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بھی اور ہندوستان کے لئے بھی تشویش کا موجب ہو رہی ہے۔ عراق کا دارالخلافہ بغداد اور اس کی بندرگاہ بصرہ اور اس کے تیل کے چشموں کا مرکز موصل ایسے مقامات ہیں جن کے نام سے ایک مسلمان بچپن ہی سے روشناس ہو جاتا ہے۔ بنو عباس کی حکومت علوم و فنون کی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے طبعاً مسلمانوں کے لئے ایک خوشکن یادگار ہے۔ لیکن الف لیلہ جو عربی علوم کی طرف توجہ کرنے والے بچوں کی بہترین دوست ہے۔ اس میں تو بغداد کے بازار اور بصرہ کی گلیاں اور موصل کی سڑکیں ان کے سامنے اس طرح آ کھڑی ہوتی ہیں کہ گویا کہ انہوں نے ساری عمر انہی میں بسر کی ہے۔ مَیں اپنی نسبت تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ بچپن میں بغداد اور بصرہ مجھے لنڈن اور پیرس سے کہیں زیادہ دلکش نظر آیا کرتے تھے کیونکہ اوّل الذکر میرے علم کی دیواروں کے اندر بند تھے اور ثانی الذکر میری قوت واہمہ کے ساتھ تمام عالم میں پرواز کرتے نظر آتے تھے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو علم حدیث نے امام احمد بن حنبل کو فقہ نے، امام ابوحنیفہ اور امام یوسف کو تصوف نے، جنید، شبلی اور سید عبدالقادر جیلانی کو تاریخ نے، عبدالرحمٰن بن قیم کو علم تدریس نے، نظام الدین طوسی کو ادب نے، مبرّد، سیبویہ، جریر، اور فرزدق کو سیاست نے، ہارون، مامون اور ملک شاہ جیسے لوگوں کو جو اپنے اپنے دائرہ میں یادگار زمانہ تھے اور ہیں، ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے لا کر اس طرح کھڑا کیا کہ اب تک ان کے کمالات کے مشاہدہ سے دل امید سے پر ہیں اور افکار بلند پروازیوں میں مشغول ہیں۔

ان کمالات کے مظہر اور دلکشیوں کے پیدا کرنے والے عراق میں فتنہ کے ظاہر ہونے پر مسلمانوں کے دل دکھے بغیر کس طرح رہ سکتے ہیں؟ کیا ان ہزاروں بزرگوں کے مقابر جو دنیوی نہیں روحانی رشتہ سے ہمارے ساتھ منسلک ہیں ان پر بمباری کا خطرہ ہمیں بےفکر رہنے دے سکتا ہے؟ عراق سنی اور شیعہ دونوں کے بزرگوں کے مقدس مقامات کا جامع ہے۔ آج وہ امن خطرہ میں پڑ رہا ہے اور دنیا کے مسلمان اس پر خاموش نہیں رہ سکتے اور خاموش نہیں ہیں۔ دنیا کے ہر گوشہ کے مسلمان اس وقت گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں اور ان کی یہ گھبراہٹ بجا ہے کیونکہ وہ جنگ جس کے تصفیہ کی افریقہ کے صحرا، میڈیٹرینین کے سمندر میں امید کی جاتی تھی اب وہ مسلمانوں کے گھروں میں لڑی جائیگی۔ اب ہماری مساجد کے صحن اور ہمارے بزرگوں کے مقابر کے احاطے اس کی آماجگاہ بنیں گے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جرمنوں نے جن ملکوں پر قبضہ جما رکھا ہے ان کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ اگر شیخ رشید علی جیلانی اور ان کے ساتھی جرمنی سے سازباز نہ کرتے تو اسلامی دنیا کے لئے یہ خطرہ پیدا نہ ہوتا۔

اس فتنہ کے نتیجہ میں ٹرکی گر گیا ہے۔ ایران کے دروازہ پر جنگ آ گئی ہے، شام جنگ کا راستہ بن گیا ہے، عراق جنگ کی آماجگاہ ہو گیا ہے۔ افغانستان جنگ کے دروازہ پر آ کھڑا ہوا ہے اور سب سے بڑا خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مقامات جو ہمیں ہمارے وطنوں، ہماری جانوں او رہماری عزتوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں جنگ ان کی عین سرحد تک آ گئی ہے۔ وہ بےفصیلوں کے مقدس مقامات وہ ظاہری حفاظت کے سامانوں سے خالی جگہیں جن کی دیواروں سے ہمارے دل لٹک رہے ہیں اب بمباروں اور چھپٹانی طیاروں کی زد میں ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہمارے ہی چند بھائیوں کی غلطی سے ہوا ہے۔ کیونکہ ان کی اس غلطی سے پہلے جنگ ان مقامات مقدسہ سے سینکڑوں میل پرے تھی۔

ان حالات میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو اس کی ابتداء میں ہی دبا دینے کی کوشش کرے۔ ابھی وقت ہے کہ جنگ کو پرے دھکیل دیا جائے کیونکہ ابھی تک عراق اور شام میں جرمنی اور اٹلی کی فوجیں کسی بڑی تعداد میں داخل نہیں ہوئیں۔ اگر خدانخواستہ بڑی تعداد میں فوجیں یہاں داخل ہو گئیں تو یہ کام آسان نہ رہے گا۔ جنگ کی آگ سرعت کے ساتھ عرب کے صحرا میں پھیل جائے گی۔

اس فتنہ کا مقابلہ شیخ رشید عالی صاحب یا مفتی یوروشلم کو گالیاں دینے سے نہیں کیا سکتا۔ انہیں غدار کہہ کر ہم اس آگ کو نہیں بجھا سکتے۔ میں شیخ رشید صاحب کو نہیں جانتا لیکن مفتی صاحب کا ذاتی طور پر واقف ہوں۔ میرے نزدیک وہ نیک نیت آدمی ہیں۔ اور انکی مخالفت کی یہ وجہ نہیں کہ ان کو جرمنی والوں نے خرید لیا ہے بلکہ انکی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جنگ عظیم میں جو وعدے اتحادیوں نے عربوں سے کئے تھے وہ پورے نہیں کئے گئے۔ ان لوگوں کو برا کہنے سے صرف یہ نتیجہ نکلے گا کہ انکے واقف کار دوست اشتعال میں آ جائیں گے۔

......پس ان ہزاروں لاکھوں لوگوں کو جو عالم اسلامی میں شیخ رشید اور مفتی یوروشلم سے حسن ظنی رکھتے ہیں ٹھوکر اور ابتلاء سے بچانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ اس نازک موقعہ پر اپنی طبائع کو جوش میں نہ آنے دیں اور جو بات کہیں اس میں صرف اصلاح کا پہلو مدنظر ہو، اظہار غضب مقصود نہ ہوتا کہ فتنہ کم ہو بڑھے نہیں۔ یاد رہے کہ اس فتنہ کے بارہ میں اس قدر سمجھ لینا کافی ہے کہ شیخ رشید عالی صاحب اور انکے رفقاء کا یہ فعل اسلامی ملکوں اور اسلامی مقدس مقامات کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کا موجب ہوا ہے۔ ہمیں انکی نیتوں پر حملہ کرنے کا نہ حق ہے اور نہ اس سے کچھ فائدہ ہے۔ اس وقت تو مسلمانوں کو اپنی ساری طاقت اس بات کے لئے خرچ کر دینی چاہئے کہ عراق میں پھر امن ہو جائے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسلمان جان اور مال سے انگریزوں کی مدد کریں اور اس فتنہ کے پھیلنے اور بڑھنے سے پہلے ہی اسکے دبانے میں انکا ہاتھ بٹائیں۔ تا کہ جنگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے دور رہے اور ترکی ایران عراق اور شام اور فلسطین اس خطرناک آگ کی لپٹوں سے محفوظ رہیں۔ یہ وقت بحثوں کا نہیں کام کا ہے۔ اس وقت ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہمسائیوں کو اس خطرہ سے آگاہ کرے جو عالم اسلام کو پیش آنے والا ہے تا کہ ہر مسلمان اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور جو قربانی بھی اس سے ممکن ہو اسے پیش کر دے۔۔۔۔ شاید شیخ رشید عالی جیلانی کا خیال ہو کہ سابق عالمگیر جنگ میں عربوں کو یقین دلایا گیا تھا کہ ایک متحد عرب حکومت کے قیام میں انکی مدد کی جائے گی۔ مگر ہوا یہ کہ عرب جو پہلے ترکوں کے ماتحت کم سے کم ایک قوم تھے اب چار پانچ ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ بے شک انگریزوں نے عراق کو ایک حد تک آزادی ہے مگر عربوں نے بھی سابق جنگ میں کم قربانیاں نہ کی تھیں۔ اگر اس غلطی کے ازالہ کا عہد کر لیا جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ سب اسلامی دنیا متحد ہو کر اپنے علاقوں کو جنگ سے آزاد رکھنے کی کوشش کرے گی۔۔۔۔ اس جنگ کے بعد ہالینڈ اور زیکوسلواکیہ کی آزادی ہی کا سوال حل نہیں ہونا چاہئے بلکہ متحدہ عرب کی آزادی کا سوال بھی حل ہو جانا چاہئے......شام فلسطین اور عراق کو ایک متحد اور آزاد حکومت کے طور پر ترقی کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔ انصاف اس کا تقاضا کرتا ہے۔‘‘

(ماخوذ از الفضل 29/ مئی 1941 صفحہ 1-2)

اپنی چوکھٹ پہ بیٹھ جانے دے
اب کسی سے نہ دل لگانے دے

رحم فرما کے یا کرم کر کے
دینے والے کسی بہانے دے

میرے مولا کسی کو دنیا میں
دل نہ مجبور کا دکھانے دے

نارِ عدواں کو کر دے برد و سلام
کوئی خرمن نہ اب جلانے دے

ٹکڑے کر دے ستم شعاروں کے
بے مہاروں کو قید خانے دے

کیا عجب ہے کہ وہ چلا آئے
مجھ کو اک بار تو بلانے دے

کرچیاں ہو نہ جائیں سینے کی
کوئی آنسو مجھے بہانے دے

تجھ پہ حجت تمام ہو گئی ہے
دے گواہی یہ اب زمانہ دے

تھام کر ہاتھ پاس بٹھلا لے
جاؤں بھی تو مجھے نہ جانے دے

(محمد طاہر ندیم۔ لندن)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس نے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ ان سب کی نظر میں خلافت کے لئے وفا ہے۔

کیرالہ کی لجنہ بھارت کی صف اوّل کی لجنات کی تنظیم میں ہے۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اللہ کرے کہ ہندوستان کی باقی لجنہ میں بھی یہ باتیں سن کر جوش پیدا ہو اور مسابقت کی روح پیدا ہو۔

جنوبی ہندوستان کے ان علاقوں کی تاریخ مذہب سے جُڑی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اگر صحیح منصوبہ بندی کر کے تبلیغ کے کام کو تیز کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر نتیجے پیدا فرمائے گا۔ پس احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام میں تیزی اور وسعت پیدا کرنی چاہئے۔

(جنوبی ہندوستان کی جماعتوں چنائی (مدراس)، کالیکٹ اور کوچین کا نہایت کامیاب و کامران دورہ۔ اس علاقہ کی مختصر مذہبی تاریخ، احباب جماعت کے اخلاص و وفا اور قربانیوں، مختلف مساجد کے افتتاح اور غیروں پر اس دورہ کے نیک اثرات اور اخبار و میڈیا میں دورہ کی کوریج کا ایمان افروز تذکرہ۔ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 12 ؍دسمبر 2008ء بمطابق 12 ؍فتح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ دو جمعے تو مَیں نے ہندوستان میں پڑھائے تھے۔ ایک کالیکٹ میں جو جنوبی ہندوستان کے صوبہ کیرالہ کا ایک شہر ہے اور دوسرا دہلی میں اور پھر جیسا کہ آپ جانتے ہیں بعض حالات کی وجہ سے مَیں اپنا دورہ مختصر کر کے واپس آ گیا۔ عموماً مَیں اپنے دورے سے واپسی پر دورے کے مختصر حالات بیان کیا کرتا ہوں۔ ان حالات کو سننے کے لئے دنیا میں بیٹھے ہوئے احمدیوں کو بھی عادت ہو گئی ہے۔ ان کی خواہش ہوتی ہے اور جن جگہوں کا دورہ کیا جاتا ہے انہیں بھی یہ سننے کا شوق ہوتا ہے کہ ہمارے بارہ میں کچھ بیان کیا جائے۔ گو کہ مَیں نے کیرالہ کے دورہ کے دوران ہی بلکہ کالی کٹ کے خطبہ میں ہی اس علاقہ کی اہمیت، اس علاقہ میں مذہب کی تاریخ کے حوالہ سے مختصراً باتیں کر دی تھیں اور اُن لوگوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلا دی تھی۔ ان کے اخلاص و وفا کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ لیکن اپنے دورہ کے حوالے سے مزید کچھ باتیں اختصار کے ساتھ بیان کروں گا۔

کیرالہ جانے سے پہلے ہی راستے میں ہم چنائی (Chenai) جو پہلے مدراس (Madras) کہلاتا تھا وہاں رُکے تھے۔ گو کہ قیام چند گھنٹوں کا تھا لیکن وہاں لجنہ کا بھی اچھا پروگرام ہو گیا جس میں مختصراً ان کی ذمہ داریوں کی طرف ان کو توجہ دلا دی اور ہماری ایک نئی مسجد جو ماؤنٹ تھومس (Mount Thomas) میں بنی ہے، اس کا بھی افتتاح کیا۔ چنائی کی جماعت اتنی چھوٹی بھی نہیں، چند سو نفوس پر مشتمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں بہت بڑھی ہوئی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس نے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ یہ علاقہ جو قادیان سے تقریباً 2 ہزار میل کے فاصلے پر ہے۔ بہت سے ایسے احمدی لوگ ہیں جو کبھی قادیان بھی نہیں گئے ہوں گے، اُن سب کی نظر میں خلافت کے لئے وفا ہے۔ ان کا ایک ڈسپلن، ایک جماعتی وقار کا اظہار اور جماعت سے تعلق بہت زیادہ نظر آتا تھا۔ اس کی ایک وجہ تو بڑوں کی تربیت ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں بھی بہت سے بزرگ گزرے ہیں۔ دوسرے ایم ٹی اے کا بھی کردار ہے جیسا کہ مَیں نے کہا نظمیں ہیں۔ نظمیں پڑھنے کا انداز ہے۔ دنیا میں اب ہر جگہ تقریباً ایک جیسا ہو گیا ہے، چاہے وہ افریقہ ہے یا ایشیا ہے یا یورپ ہے۔ یہ تعلق اور وحدت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مَیں نے یہاں بڑوں کی تربیت کا ذکر کیا تھا، اس ضمن میں یہ بتا دوں کہ چنائی شہر میں یا اس علاقہ میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پہنچی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 16 صحابہ کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔ اُن کی اولادیں اور اُن کی نسلیں ہیں جو اب احمدیت پہ قائم ہیں۔ پھر نئے احمدی بھی ہیں۔

ماؤنٹ تھومس میں مَیں نے مسجد کا ذکر کیا ہے تو اس جگہ مذہب کی بھی مختصر تاریخ بتا دوں۔ یہاں کی عیسائیت کی تاریخ کے مطابق تھوما حواری جو حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری تھے، وہ 52 عیسوی میں اس علاقہ میں آئے تھے اور کیرالہ سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے ماؤنٹ تھومس کہتے ہیں جہاں ایک چرچ بھی ہے۔ یہاں انہوں نے زندگی کے 15-16 سال گزارے اور یہیں ان کو کسی دشمن نے قتل کر دیا تھا اور وہیں وہ چرچ میں دفن ہوئے۔ پھر ان کی لاش بعد کے کسی زمانہ میں ویٹیکن (Vatican) لے جائی گئی۔

بہرحال تھوما حواری کا یہاں آنے کا مقصد یہی لگتا ہے کہ اسرائیل کی جو گمشدہ بھیڑیں تھیں۔ یعنی جو (گمشدہ) قبیلے تھے ان کی تلاش کر کے ان کو عیسائیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ حضرت تھوما حواری جو ہیں، ان کے بارہ میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ صلیب کے واقعہ کے بعد سفر کیا تھا۔ یہ واحد تھے جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ کے صلیب سے زندہ بچ جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”عیسائی اس بات کے خود قائل ہیں کہ بعض حواری ان دنوں میں ملک ہند میں ضرور آئے تھے اور دھوما حواری کا مدراس میں آنا اور اب تک مدراس میں ہر سال اس کی یادگار میں عیسائیوں کا ایک اجتماع میلہ کی طرح ہونا یہ ایسا امر ہے کہ کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں“۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 350-351)

اس کے علاوہ ملفوظات میں بھی تھوما حواری کے حوالہ سے آپ نے ذکر فرمایا۔ ایک جگہ فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے اسی

طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہجرت کے وقت تھوما حواری کے ساتھ نکلے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ لوگوں کو زیادہ پتہ نہ لگے تاکہ احتیاط کے ساتھ سفر طے ہو اور اسی طرح سفر کرتے ہوئے پھر وہ کشمیر پہنچے تھے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ389-390)

کیرالہ میں یہودیت کی بھی تاریخ ہے اس کے بارہ میں بھی بتا دوں۔ یہاں یہودی بہت عرصہ پہلے آ کے آباد ہوئے تھے۔ ان کو تبلیغ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کا آنا ضروری تھا تاکہ پیغام پہنچ جاتا اور یہ قبیلہ بھی اس پیغام سے محروم نہ رہ جاتا جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے۔

بہرحال کہنے کا یہ مقصد ہے کہ یہ شہر بڑی پرانی مذہبی تاریخ رکھتا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح محمدی کے حواریوں کے ذریعہ، آپؑ کے صحابہؓ کے ذریعہ اس علاقہ میں جو احمدیت آئی ہے تو وہ بھی اللہ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ اگلی نسلیں بھی ایمان اور اخلاص میں ترقی کر رہی ہیں۔ جماعت کو اس سال عین اس علاقہ میں مسجد بنانے کی بھی توفیق ملی ہے جہاں مسیح موسوی کے حواری نے اپنی جگہ بنائی تھی اور جیسا کہ مَیں نے کہا پھر یہاں عیسائیت پھیلی اور یہاں کا بہت بڑا چرچ ہے۔ اللہ تعالیٰ اب احمدیوں کو توفیق دے رہا ہے کہ اس مسجد کی برکت سے پہلے سے بڑھ کر مسیح محمدی کے پیغام کو اس علاقہ میں پھیلائیں۔ اللہ کرے کہ ان کو اس کی توفیق ملتی چلی جائے۔ کیونکہ اب ان لوگوں کی نجات اس باطل عقیدے کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے میں ہے اور خدائے واحد کے آگے جھکنے میں ہے، بجائے اس کے کہ بندے کو خدا بنایا جائے۔ تو بہرحال یہ ہے چنائی کی مختصر تاریخ۔

یہاں سے جیسا کہ مَیں نے بتایا اگلا سفر کیرالہ کے شہر کالی کٹ کا تھا۔ یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت تھوما سب سے پہلے آئے تھے کیونکہ یہاں یہودیوں کی کافی بڑی تعداد آباد تھی اور یہ لوگ مالا باری یہودی کہلاتے تھے۔ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانہ سے تجارتی قافلے یہاں آیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ پھر یہودیت بھی یہاں آئی ہوگی۔ بہرحال تھوما حواری جب یہاں آئے تو یہیں انہوں نے اپنا زندگی کا اکثر وقت گزارا اور یہودیوں کو عیسائیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اکثریت نے پیغام کو قبول کیا۔ یہ جو لوگ حضرت تھوما کے ذریعہ سے اس علاقہ میں عیسائی ہوتے نصرانی یا تھومائی عیسائی کہلاتے ہیں اور بہت سارے ان میں سے ابھی بھی ہیں جو موحّد ہیں۔ بہرحال یہ تو اس علاقے میں یہودیت اور عیسائیت کی مختصر سی تاریخ ہے۔

ہندو یہاں بہت بڑی اکثریت میں ہیں اور مسلمان بھی کافی تعداد میں ہیں۔ لیکن یہ اس علاقہ پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ آپس میں سب مل جل کر رہتے ہیں۔ اگر ملک کے ایک حصہ میں مذہبی فساد ہوتا بھی ہے تو کیرالہ والوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ان کو کوئی پتہ نہیں لگتا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھانا میں ایک ہمارا دوست کیرالہ کا رہنے والا تھا تو مَیں ایک دن دفتر میں گیا تو وہاں وہ بھی تھا۔ ایک گھانین آ گیا تو گھانین نے مجھ سے پوچھا کہ تم انڈین ہو۔ مَیں نے بتایا کہ نہیں مَیں پاکستانی ہوں۔ تو وہ پاکستانی اور انڈین میں فرق پوچھنے لگا۔ تو میرے سے پہلے ہی کیرالہ کا جو عیسائی انجینئر تھا وہ کہتا تھا کہ ہمارا کوئی فرق نہیں صرف سرحدوں کا جغرافیائی فرق ہے یا پھر کچھ فرق ہمارے لیڈروں نے پیدا کر دیا ہے۔ تو بہرحال ان لوگوں کی سوچ بڑی مثبت سوچ ہے۔ ان میں برداشت بھی بہت زیادہ ہے۔ وہ کچھ فرق رکھنا نہیں چاہتے۔

اس علاقہ میں جو عرب تجارتی قافلے آتے تھے ان کے ذریعہ سے اسلام بھی پہنچا ہے۔ ان کی تاریخ یہی بیان کرتی ہے کہ جب تجارتی قافلے یہاں آیا کرتے تھے تو ان کے ساتھ خلافت راشدہ کے دور میں حضرت مالک بن دینارؓ یہاں آ گئے تھے۔ ان کے ساتھ بارہ عرب تاجر اَور تھے۔ اس زمانہ میں وہاں کا جو راجہ تھا، پارومل، اس نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس نے پہلے معلومات حاصل کیں اور آخر اسلام کو سچا سمجھ کے اسے قبول کیا اور پھر اسی تجارتی قافلے کے ساتھ وہ مکّہ بھی گیا۔ یہ جو راجہ تھا وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور معجزات دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اس علاقہ میں ایک راجہ کے مسلمان ہونے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ ناموں میں کچھ فرق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ کے نام اور آج کے ناموں میں فرق ہو۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے کہ وہاں کا راجہ مسلمان ہوا اور پھر یہاں اسلام پھیلا۔ بلکہ وہاں ایک احمدی خاندان ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم بھی اسی راجہ کی اولاد ہیں۔ اس راجہ کی کچھ نیکیاں تھیں جو اس زمانے میں مسلمان ہوا اور اس کی آئندہ نسلوں کے لئے یقیناً دعائیں بھی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسل کے ایک حصّہ کو احمدیت قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

یہاں یہ بھی بتا دوں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ اس علاقہ میں لٹریسی ریٹ (Literacy Rate) تقریباً 100 فیصد ہے جبکہ باقی ملک میں شرح خواندگی بہت کم ہے اور مسلمانوں میں تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن اس علاقہ کے مسلمانوں میں بھی 90 فیصد سے اوپر شرح خواندگی ہے اور یہ علاقہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس خطّہ کے جو تمام بڑے مذاہب ہیں انہیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور پڑھے لکھے اور روشن خیال لوگ یہاں موجود ہیں۔ ان میں برداشت کا مادہ بھی بہت زیادہ ہے۔ احمدیت کی تبلیغ کی صحیح اور مسلسل کوشش ہو تو مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے لئے یہ بڑی زرخیز زمین بن سکتی ہے۔ گو کہ آج کل جس طرح باقی دنیا میں بعض مسلمان تنظیموں نے نفرتیں پھیلانے اور شدت پسندی کے رویے اپنائے ہوئے ہیں اسی طرح یہاں بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ بعض ایسے گروہ یہاں ملے ہیں لیکن عمومی طور پر لوگ اس بات کے خلاف ہیں اور اس چیز کو ختم بھی کرنا چاہتے ہیں۔ عین ممکن تھا کہ میرے جانے پر لوگ غلط اور منفی ردّعمل ظاہر کرتے لیکن مجھے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ ایک دو مہینے پہلے ہی ایک ایسے گروہ کی نشاندہی ہوئی جو فتنہ پیدا کرنا چاہتے تھے یا دہشت گردوں میں شمار ہوتے تھے اور حکومت نے انہیں پکڑ کے بند کیا ہوا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارے دورہ کے دوران کسی ایک طرف سے بھی مخالفانہ آواز نہیں اٹھی۔ بلکہ وہاں کے ایک احمدی جرنلسٹ نے مجھے لکھا کہ مخالف مسلمان تنظیمیں یا فرقے جو ہیں، وہ ہمارے مخالف تو ہیں ہی لیکن ان کے اخباروں نے بھی انتہائی شریفانہ رنگ میں میرے وہاں جانے کی خبر دی۔ ہمارے جماعتی پروگرام بھی بھرپور طریقے سے ہوتے رہے۔ ایک احمدی دوست جس کے گھر میں مَیں ٹھہرا ہوا تھا وہاں سے مسجد کا فاصلہ تقریباً 20 منٹ کے فاصلہ پر تھا اور ہماری مسجد بھی عین شہر کے وسط میں ہے۔ ہماری وہاں جو ریسپشن ہوئی جس میں مہمان آئے ہوئے تھے ان میں ایک بڑے سیاسی لیڈر تھے جو مجھے کہنے لگے کہ آپ لوگوں کی مسجد تو شہر کے دل میں ہے۔ بڑی مرکزی جگہ پہ ہے۔ اس شہر کے دل میں جو ہماری مسجد ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح یہاں سے محبت کا پیغام پھیلے گا اور اسی نے انشاء اللہ تعالیٰ دلوں کو فتح کرنا ہے۔

صوبائی حکومت نے بھی وہاں کافی تعاون کیا۔ ایک احمدی پولیس افسر دے دیا جو اپنی ٹیم کے ساتھ آئے ہوئے تھے لیکن عموماً لوگوں کا اپنا تعاون بھی بڑا اچھا تھا۔ روزانہ کم از کم دو دفعہ مسجد میں جانے کے باوجود یہ نہیں تھا کہ لوگ تنگ آئے ہوں یا ان کو ایک طرف روکا جاتا ہو۔ بعض دفعہ ٹریفک خود بخود رک جاتی تھی اور خود شوق سے راستہ دے دیتے تھے۔ اسی لئے مَیں نے کہا کہ اس زمین سے صحیح رنگ میں احمدیوں کو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کالیکٹ (Kalicut) میں کالیکٹ اور ارد گرد کے احمدیوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس علاقے کے جتنے بھی احمدی آئے تھے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اللہ کے فضل سے سب سے ملاقاتوں کی توفیق ملی۔ ان ملاقاتوں کے دوران جو تعلق اور وفا کا اظہار سب مرد و زن اور بچوں نے کیا وہ بھی حیرت انگیز تھا۔ جیسا کہ مَیں پہلے ہی بتا چکا ہوں، یہ لوگ اخلاص و وفا میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جنہوں نے گزشتہ چند سال پہلے ہی بیعت کی اور جماعت میں شامل ہوئے لیکن اخلاص و وفا میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح جماعتی نظام میں سموئے گئے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ نئے احمدی ہیں یا پرانے احمدی ہیں۔ خدمات میں پیش پیش ہیں۔ کئی ہیں جن کے پاس اہم جماعتی عہدے ہیں اور بڑے احسن طریق سے خدمات بجالا رہے ہیں۔ جماعتی نظام کو سمجھنے کے لئے اور اپنے معیار بہتر کرنے کے لئے وہ بار بار سوال کرتے رہے۔ اپنے علم میں اضافہ کی کوشش کرتے رہے تاکہ جماعتی کاموں کو صحیح طرز پر اور صحیح نہج پر چلا سکیں۔ تو اس قسم کے نئے احمدی ہیں جو ہر جگہ ہونے چاہئیں۔ صرف بیعتیں کروانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا تھا کہ مجھے تعداد بڑھانے سے غرض نہیں ہے، تقویٰ میں بڑھنے والے ہونے چاہئیں۔ تو باقی دنیا سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں اور اسی طرح ہندوستان کے دوسرے علاقہ کی جماعتوں کو بھی کہ بیعت ایسی ہو جو ایسا پکا ہوا پھل ہو جو جماعتی زندگی کے لئے مفید ہو۔ جو صحت بخشنے والا ہو۔ جس کے بیج سے پھر ایسے پودے نکلیں جو ہر لحاظ سے ثمر آور ہوں۔

پس جب مَیں جماعتوں کو کہتا ہوں کہ گمشدہ بیعتوں کو تلاش کرو تو اس کے ساتھ اس میں یہ بھی پیغام ہے کہ ایسی بیعتیں نہ لاؤ جو تربیت کی کمی کی وجہ سے غائب ہو جائیں۔ جن کے صرف اپنے مفاد ہوں۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اگر اُن کی مثال پرندوں کی ہے تو ایسے پرندے ہوں جن کی مثال قرآن کریم نے اس طرح دی ہے کہ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (البقرۃ:261) یعنی ان کو اپنے ساتھ ایسا سدھالے کہ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا (البقرۃ: 261) پھر انہیں اپنی طرف بلاوہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے۔ پس ایسے احمدی چاہئیں جو اپنے آپ کو جماعت کے کام کے لئے بغیر عذر پیش کریں۔ جو جماعت میں داخل ہوتے ہی اس نظام میں سموئے جائیں اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دعوت الی اللہ کرنے والے، تبلیغ کرنے والے خود بھی اپنے نفس کی خواہشات سے آزاد ہو کر تبلیغ نہیں کرتے۔ جب تک خود بھی اس مثال پر قائم نہ ہوں کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (ابراہیم:25) کہ جن کی ایمان کی جڑیں مضبوط ہیں اور جن کی شاخیں آسمان کی طرف جارہی ہیں۔ جنہیں دنیا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ جن کے کام دکھانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ اگر اس طرح اور ایسے داعیان نے کوشش کی ہوتی یا اس طرح کے داعیان ہوں تو تبھی نئے شامل ہونے والے بھی جماعتی نظام میں صحیح طرح پروئے جاتے ہیں اور جماعتی نظام نئے آنے والوں کو حقیقی رنگ میں سنبھالتا ہے اور پھر آگے ان سے کام لیتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر وہی صورتحال ہے جس کا مَیں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ بعض بیعتوں کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ بہرحال یہ ذکر مَیں نے ضمناً کر دیا۔ اس مضمون پہ کسی اور وقت بات کروں گا۔

یہ مثال مجھے جنوبی ہندوستان میں نظر آئی کہ یہ لوگ نئے شامل ہو کر بھی قربانیوں میں شامل ہونے والے ہیں اور مثالی رنگ میں شامل ہونے والے ہیں۔ قربانیوں میں مالی قربانیاں بھی شامل ہیں۔

اس مسجد میں جس کا مَیں نے ذکر کیا کہ عین شہر کے دل میں ہے اور یہ بڑی قیمتی جگہ ہے اس کے ساتھ ایک بہت بڑا پلاٹ کئی کروڑ کا فروخت ہو رہا تھا تو وہاں کی جماعت نے پہلے مرکز سے درخواست کی۔ مَیں نے کہا نہیں اپنے وسائل سے خریدیں۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ میرے جانے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں جوش اور جرأت پیدا ہوئی اور پختہ ارادہ بھی کر لیا اور کافی رقم جمع بھی ہو گئی۔ پہلے تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے لئے مشکل ہو گا خریدنا لیکن اب انہوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم خریدیں گے اور اپنے وسائل سے خریدیں گے بلکہ ایک احمدی جن کا اس پلاٹ میں بہت بڑا حصہ ہے انہوں نے کہا کہ مَیں اس کی قیمت ہی نہیں لوں گا۔ اسی طرح اوروں نے بھی مالی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ یہ وہیں کھڑے کھڑے جب مَیں اس پلاٹ کی قیمت کی باتیں ان سے کر رہا تھا، وہاں کی جماعت کے جو مخیرّ حضرات ہیں انہوں نے خریدنے کا وعدہ کر لیا۔ تو قربانی کے لحاظ سے بھی یہ لوگ بہت بڑھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نئے احمدیوں کو بھی اور پرانے احمدیوں کو بھی توفیق دے کہ وہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے والے بھی ہوں اور اس خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور حقیقی قربانی کی روح کو سمجھنے والے بھی ہوں۔

کالیکٹ میں لجنہ کا ایک چھوٹا سا اجتماع بھی ہو گیا۔ کم از کم 4 ہزار کے قریب ناصرات اور خواتین تھیں۔ UK اجتماع سے تو زیادہ تعداد لگ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ ہر عورت اور ہر بچی کے چہرے پر کام کرنے کا ایک نیا عزم اور ایک نیا ولولہ تھا۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح انہوں نے اظہار کیا ہے وہ اپنے پروگراموں میں کئی گنا ترقی کریں گی۔ ویسے بھی کیرالہ کی لجنہ بھارت کی صف اوّل کی لجنات کی تنظیم میں ہے۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ ہندوستان کی باقی لجنہ کی مجالس بھی میری باتیں سن رہی ہوں گی۔ اللہ کرے انہیں بھی یہ باتیں سن کر جوش پیدا ہو اور مسابقت کی روح پیدا ہو۔ جمعہ کا خطبہ تو اکثر نے سن ہی لیا ہے۔ وہاں سے پہلی دفعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے یہ خطبہ نشر ہوا۔ اس جمعہ پر اردگرد کے احمدی جو تھے ہزاروں کی تعداد میں سارے آئے ہوئے تھے۔

وہاں ایک ہوٹل میں جماعت نے ایک ریسپشن کا انتظام بھی کیا ہوا تھا۔ وہاں کافی تعداد میں سرکاری افسران اور پڑھے لکھے لوگ آئے ہوئے تھے۔ شہر کے میئر بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جماعت سے متعلق اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے متعلق بڑے اچھے انداز میں اظہار کیا۔ کچھ تو خیر رسمی اظہار کرتے ہی ہیں لیکن اس کے بعد جب بعض مجھ سے ملے ہیں تو وہ خاص طور پر اس شدت سے باتوں کا اظہار کر رہے تھے کہ لگ رہا تھا کہ دل سے ان کو باتیں پسند آئی ہیں۔ اس کو اخباروں نے بھی اپنی خبروں میں بڑی اچھی طرح شائع کیا۔ ایسے فنکشن کا اس بات کے علاوہ کہ بڑے پڑھے لکھے طبقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم صحیح رنگ میں پہنچ جاتی ہے، یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ اخبار اچھی کوریج دے کر بہت وسیع طبقے تک اسلام کی خوبصورت تعلیم جماعت احمدیہ کے حوالے سے پہنچا دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور بعثت کا بھی دنیا کو علم ہو جاتا ہے۔

کالیکٹ میں ملیالم زبان کے سب سے بڑے اخبار ماترو بھومی کے چیف ایڈیٹر گوپال کرشنن، ہندو تھے، انہوں نے میرا انٹرویو لیا اور اپنے اخبار میں شائع بھی کیا۔ اس اخبار کے پڑھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے زائد ہے۔ مختلف سوال مذہب کے حوالے سے بھی اور دنیا کے حوالے سے بھی کرتے رہے اور بہرحال اچھا اثر لے کر گئے۔ یہ لوگ آزاد خیال تو بے شک بنتے ہیں لیکن اچھی چیز کو صرف اپنے تک محدود رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ہمارے میں اچھائیاں ہیں۔ یہ بڑے پڑھے لکھے ہیں۔ قرآن کا بھی انہوں نے ترجمہ پڑھا ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ کے اُسوہ کے متعلق بھی ہمارے ایک کالم لکھنے والے ہیں جو ان کے ساتھ اخبار میں کالم لکھتے ہیں اور یہ اس کو پڑھتے بھی ہیں۔ لیکن میری ساری باتیں سننے کے بعد باوجود اس کے کہ وہ بعض دفعہ تعریف کر رہے ہوں۔ جب ہماری باتیں ختم ہوئیں تو آخر پر مجھے بڑے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگے کہ آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ گاندھی جی سے بہت متاثر ہیں۔ تو مَیں نے انہیں فوراً جواب دیا کہ مَیں بالکل گاندھی جی سے متاثر نہیں ہوں، مَیں تو قرآن کریم کی تعلیم سے متاثر ہوں، اس تعلیم سے جو آنحضرت ﷺ پر اتری ہے اور اس کی روشنی میں مَیں نے آپ سے ساری باتیں کی ہیں۔ تو بعض لوگوں کو ہر اچھی بات کا کریڈٹ اپنے پر لینے کی عادت ہوتی ہے۔ بہرحال اچھے خوشگوار ماحول میں ان سے باتیں ہوئیں اور یہ ان کی شرافت ہے کہ ساری باتیں انہوں نے لکھ بھی دیں۔

پھر کالیکٹ سے دوسرے شہر کوچین (Cochine) گئے۔ یہاں بھی اچھی جماعت ہے۔ اردگرد کی چھوٹی جماعتیں بھی وہاں جمع ہوگئی تھیں۔ انہوں نے یہاں نئی مسجد بنائی ہے۔ اس کا بھی افتتاح تھا اور اسی طرح تین چار اور قریب کی مساجد بھی ہیں۔ وہاں تو نہیں جا سکے لیکن وہ ایک جگہ اکٹھے جمع ہو گئے اور پھر وہیں مساجد کا نام لے کر ایک رسمی افتتاح ہو گیا۔ اس جگہ بھی شہر میں جو ہماری نئی مسجد بنی ہے، وہ بڑے آباد علاقے میں ہے اور اردگرد ہمسائیگی میں عیسائی اور ہندو ہیں۔ انہوں نے بڑے کھلے دل کا مظاہرہ کیا۔ جب یہ پتہ چلا کہ مَیں مسجد کے افتتاح کے لئے آؤں گا تو ان لوگوں نے بھی اپنے گھروں کی چاردیواری پر اندر باہر رنگ و روغن کیا تا کہ علاقہ صاف ستھرا لگے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ شہر کے اندر ہے لیکن یہاں بھی انتظامات اچھے تھے اور لوگوں کا تعاون بڑا اچھا تھا کہ کوئی آنے جانے میں دقت نہیں ہوئی۔ مَیں نے ذکر کیا ہے کہ چار اور مساجد بنائی تھیں لیکن وہاں جا نہیں سکا جب لوگوں کو مجبوریاں بتائیں تو باوجود خواہش کے انہوں نے اس کو سمجھا اور بڑی شرح صدر کے ساتھ بغیر کسی انقباض کے فوراً تسلیم کر لیا۔ گو کچھ دیر کے لئے ان لوگوں کے چہرے ذرا مرجھا گئے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے یہی کہا کہ جو آپ کا فیصلہ ہے اسی میں برکت ہے۔

یہاں بھی بڑے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی جماعتیں ہیں۔ کوچین اچھا بڑا شہر ہے۔ کوچین میں بھی ایک نیشنل اخبار، The Hindu ہے، اس کے چیف رپورٹر نے بھی انٹرویو لیا۔ یہ اخبار ان کے مطابق ہندوستان کے تمام بڑے شہروں سے بیک وقت شائع ہوتا ہے اور اس کی سرکولیشن بھی کروڑوں میں ہے۔ پھر انڈین ایکسپریس ہے۔ یہ بھی تمام بڑے شہروں سے شائع ہوتا ہے۔ اس کی سرکولیشن بھی کروڑوں میں ہے۔ اس کے بھی سینئر نمائندے نے خواہش کا اظہار کر کے انٹرویو لیا تو ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے اور احمدیت کے حوالے سے احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق اور مختلف موضوعات پر اور اسلام کی امن کی تعلیم پر گفتگو ہوئی۔ وہ آئے تو چند منٹ کے انٹرویو کے لئے تھے لیکن تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک یہ اخباری نمائندے باتیں کرتے رہے اور سوال پوچھتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ذریعہ سے بھی اس علاقہ میں احمدیت کا تعارف بڑے اور وسیع طبقہ میں ہو گیا ہے۔

ریسپشن پر دونوں جگہ بعض MPs بھی تھے اور دوسرا پڑھا لکھا طبقہ بھی تھا۔ پروفیسر بھی تھے انجینئر بھی تھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہاں بھی ریسپشن تھی۔ یہاں کے ایک ایم پی مہمان خصوصی تھے۔ مجھ سے اکثر نے یہی اظہار کیا کہ جس طرح تم لوگ اسلام کی تعلیم بیان کرتے ہو، تم لوگوں سے ہی توقع رکھی جا سکتی ہے کہ دنیا میں امن قائم کر سکو۔ بلکہ وہاں ایک ریسرچ سکالر ہیں، انہوں نے اپنی تجاویز بھی لکھ کے دی تھیں۔ بہرحال ان کا تو اپنا ایک انداز ہے لیکن خلاصہ یہی تھا کہ دنیا میں نیکی قائم کرنے کے لئے تم لوگ ہی ہو جو کچھ کر سکتے ہو۔

عمومی طور پر بہرحال بڑا اچھا اور باثمر دورہ تھا۔ احمدیوں کو تربیتی لحاظ سے بڑا فائدہ ہوا۔ بچوں بڑوں اور سب کا جماعت سے اخلاص کا تعلق مضبوط ہوا۔ اب جو خطوط کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس دورے نے وہاں جماعت میں ایک نئی روح پھونکی ہے اور احمدیت اور اسلام کے سلسلہ میں تو مَیں بتا ہی چکا ہوں کہ کس طرح کروڑوں تک پیغام پہنچا جو عام حالات میں نہیں پہنچ سکتا۔ تو دورے سے تبلیغ کے نئے راستے بھی کھلتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ خلیفۂ وقت کا دورہ تبلیغ کرنے کے لئے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ سوچنا چاہئے۔ بلکہ اُس جگہ کے براہ راست حالات جان کر وہاں تبلیغی حکمت عملی اور تبلیغ کو وسعت دینے کے لئے نئے اقدامات پر غور کرنے کے لئے ہوتا ہے اور بہرحال اس وجہ سے تبلیغ کے چند مواقع بھی مل جاتے ہیں۔ تبلیغ تو ایک مسلسل عمل ہے جو وہاں رہنے والے ہی زیادہ بہتر طور پر اور تسلسل

کے ساتھ کر سکتے ہیں جس علاقے کے بھی ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں جس علاقہ میں دورہ ہو رہا ہو براہ راست معلومات سے وہاں کے حالات کی واقفیت سے مَیں نے دیکھا ہے کہ مبلغین کو اور جماعت کو بعض نئے طریقوں کو اپنانے کی طرف توجہ دلانے کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ مشورے ہو جاتے ہیں۔ نئی حکمت عملی اختیار کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دورے سے جماعتوں میں خود بھی تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ جماعتیں اپنے تبلیغ کے اس اہم مقصد کو سمجھنے لگ جاتی ہیں اور کم از کم کچھ عرصہ ضرور پُرجوش رہتی ہیں۔ لیکن اگر علاقے کی واقفیت ہی نہ ہو تو جیسی بھی رپورٹیں آ رہی ہوں بعض دفعہ اسی پر یقین کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال ایک بات تو یہ ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لیکن اس کا ایک فائدہ اور بھی ہو جاتا ہے کہ میڈیا کے ذریعہ سے آج کل دورے کی اتنی کوریج ہو جاتی ہے کہ غیروں کی بھی مخالفت میں یا موافقت میں جماعت کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس وجہ سے جماعت کے افراد اور نظام جماعت کو بھی کچھ نہ کچھ تیز ہونا پڑتا ہے گویا ان غیر لوگوں کی وجہ سے پھر سوئے ہوئے احمدیوں کو یا سُست جماعتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایسے اخباروں میں جماعت کا تعارف آ گیا ہے جس کی اشاعت کروڑوں میں ہے تو اب اس تعارف سے جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ انتظار نہ کریں کہ ہمیں منفی یا مثبت ردّعمل ظاہر کر کے جگائیں گے یا یہ نہ کریں کہ خاموش بیٹھے رہیں کہ ٹھیک ہے کچھ عرصہ خاموش رہو۔ اگر کوئی ری ایکشن ظاہر ہوا بھی ہے تو خود بخود معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس موقع سے وہاں کی جماعتوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اپنے پیغام پہنچانے کے ذریعہ، تبلیغ کے ذریعہ، جو بھی ردّعمل ہے اس کو یا جو بھی ایک ہلچل آپ کے اندر پیدا ہوئی ہے یا جوش پیدا ہوا ہے اس کو کبھی ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ اگر مخالفت ہوئی ہے تو شرفاء بھی ہیں جو سننے کے لئے تیار ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ امن قائم کرنے والے لوگ منظّم طریقہ سے کام کرنے والے کوئی لوگ سامنے آئیں۔ پس احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام میں تیزی اور وسعت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جنوبی ہندوستان کے ان علاقوں کی تاریخ مذہب سے جڑی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اگر صحیح منصوبہ بندی کر کے تبلیغ کے کام کو تیز کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر نتیجے پیدا فرمائے گا۔ مسیح محمدیؑ کے ماننے والوں کا یہی کام ہے کہ اس طریق پر چلیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے۔ پیار محبت نرمی کے ذریعہ سے اس پیغام کو ہر شخص تک پہنچا دیں جس طرح آپ پہنچانا چاہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں بڑا حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو کہ تعصّب اور تکبّر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں“۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام، متوسط درجہ کے، امراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں۔ ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کے لئے بھی سمجھانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور ان کا تکبّر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے“۔ ان امراء کا تکبر راستے کی روک بن جاتا ہے۔ ”اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔ قَلَّ وَ دَلَّ “یعنی تھوڑے الفاظ میں ہو اور پوری دلیل کے ساتھ بات ہو۔ ”مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔ رہے اوسط درجے کے لوگ، زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے۔ وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبّر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا“۔

یہ اوسط درجہ کے لوگ اِس علاقے میں بہت ہیں اور یہ علاقہ ابھی تک اس لحاظ سے بھی پاک ہے کہ مسلمانوں میں مولویوں کا زیادہ خوف بھی نہیں ہے۔ اور عیسائی تو ویسے بھی اگر سننا چاہیں تو سن لیتے ہیں۔ اگر کوئی ریجڈ (Rigid) ہندو ہیں تو ان سے بچا بھی جا سکتا ہے۔ پاکستان میں تو جو اوسط درجہ کے لوگ ہیں وہ سننا نہیں چاہتے، اگر سنتے ہیں تو خوفزدہ رہتے ہیں کہ مولوی کفر کا فتویٰ لگا دے گا۔ لیکن یہاں ابھی بعض جگہوں پہ ایسے حالات نہیں ہیں۔ جن علاقوں میں زمین کچھ حد تک سازگار ہو اور موافق ہو وہاں اس پیغام کے ساتھ ہمیں ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اب یہی مسیح محمدی کے ماننے والوں کا کام ہے کہ حکمت کے ساتھ عیسائیوں کو بھی، مسیح موسوی کے ماننے والوں کو بھی صحیح صحیح راستہ دکھائیں اور مسلمان ہونے کے دعویداروں کو بھی صحیح راستہ دکھائیں جو خدا کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اخلاص و وفا کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اُن کے کاموں میں برکت ڈالے اور حکمت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف ہر ایک کی توجہ پیدا ہو اور اس ذریعہ سے پھر ہم دنیا کو نجات دلانے والے بنیں۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

بقیہ: رپورٹ دورہ بلجیئم از صفحہ نمبر 2

گاڑیاں قافلہ کو لے کر برسلز کے لئے روانہ ہوئیں۔ یہاں سے برسلز (Brussels) کا فاصلہ 266 کلومیٹر ہے۔

پروگرام کے مطابق نماز ظہر و عصر کی ادائیگی برسلز کے مشن ہاؤس بیت السلام میں ہونی تھی۔ لیکن راستہ میں بہت زیادہ رش اور بعض سڑکیں بند ہونے کی وجہ سے روٹ میں تبدیلی کی بنا پر تاخیر ہوتی جا رہی تھی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ راستہ میں ہی کسی جگہ رک کر نمازیں ادا کر لی جائیں۔ چنانچہ چھ بجے کے قریب شہر Halle میں ایک مقام پر رُک کر زیر تعمیر و زیر مرمت چائنیز ہوٹل کے بیرونی حصہ میں نمازیں ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد آگے روانگی ہوئی اور ساڑھے چھ بجے Wynejem کے علاقہ میں ایک ریسٹورنٹ میں کچھ دیر کے لئے رکے۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر ساڑھے سات بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مشن ہاؤس میں ورود مسعود ہوا جہاں بلجیم کی تمام جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں اور بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ احباب جماعت نے پُرجوش نعرے بلند کئے۔ بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس اپنے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور بلجیم کا قومی پرچم لہراتے ہوئے خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ مشن ہاؤس اور اس کے بیرونی احاطہ کو خوبصورت جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا۔ رنگ برنگے روشن قمقموں نے اس کا حسن دوبالا کر دیا تھا۔ جہاں یہ سارا علاقہ خوبصورت روشنیوں کے ساتھ جگمگا رہا تھا وہاں پیارے آقا حضور پُرنور امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انتہائی مبارک اور بابرکت آمد کے ساتھ ہر مرد و عورت اور بچے بوڑھے اور جوان کے دل بھی روشن تھے۔ اور خوشی و مسرت سے معمور تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور کچھ دیر کے لئے بچیوں کے پاس تشریف لے گئے جو حضور انور کی آمد پر گیت پیش کر رہی تھیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

مجلس انصار اللہ بیلجیئم کے سالانہ اجتماع کا پروگرام صبح سے جاری تھا۔ اس اجتماع کے انعقاد کے لئے مشن ہاؤس کے احاطہ میں ایک بڑی مارکی لگائی گئی تھی۔ آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مارکی میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 بچوں اور 7 بچیوں سے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ **(باقی آئندہ)**

✿✿✿✿✿✿

بقیہ : نماز جنازہ از صفحہ نمبر 12

خدمت کی توفیق پائی۔ کشمیر میں زلزلہ زدگان کی مدد کیلئے Humanity First کے تحت بھی تقریباً ایک ماہ تک خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ بلند اخلاق کے مالک اور حلقہ احباب میں ہر دل عزیز تھے۔

5۔ مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب ولد مکرم خواجہ غلام احمد صاحب مرحوم (آف راولپنڈی)

آپ 21/ جولائی 2008ء کو وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ راجوری (کشمیر) کے علاقہ سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ کچھ عرصہ واہ کینٹ میں مقیم رہنے کے بعد راولپنڈی منتقل ہو گئے۔ مرحوم ایک مخلص اور دیندار انسان تھے۔ جماعت کے ساتھ اچھی وابستگی تھی اور چندوں اور نمازوں میں بہت باقاعدہ تھے۔

6۔ عزیزم حسیب احمد طاہر (ابن مکرم مجیب احمد طاہر صاحب صدر محلّہ دارالعلوم غربی صادق ربوہ)

27/نومبر 2008ء کو مختلف عوارض میں مبتلا رہ کر 11 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح مرحوم سابق مبلغ سلسلہ افریقہ و نائب ناظر بیت المال آمد ربوہ کے پوتے تھے۔

احباب جماعت کو نیا سال مبارک

خدا تعالیٰ صد سالہ خلافت جوبلی کی برکات ہمیشہ ہمارے شامل حال رکھے۔ ہم خلافت سے وابستگی، نیکیوں میں مسابقت اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے کوشاں رہیں اور نیا سال پہلے سے زیادہ برکتوں اور کامیابیوں والا ہو۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

ذکریات

مبلغین احمدیت کے کارنامے

(از قلم: محمود احمد عرفانی)

اخبار الحکم قادیان کے اگست اور ستمبر 1934ء کے شماروں میں عنوان بالا کے تحت مکرم محمود احمد صاحب عرفانی کے مضامین درج ذیل نوٹ کے ساتھ شائع ہوئے ہیں:

"ہمارے سلسلہ کے مبلغین نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں اور بڑے بڑے کارنامے دکھائے ہیں مگر خود ان کی زبان سے نہ ان قربانیوں کی داستان سنی جاسکتی ہے اور نہ وہ اسے پبلک میں لا سکتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے کاموں کو آشکار کریں تا کہ آنے والی نسلیں نہ صرف یہ کہ ان کے لئے دعا کریں اور ان واقعات سے سبق لیں بلکہ وہ ان واقعات سے اپنے ایمانوں کو تازہ بھی کر سکیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی کھلی دلیل پا سکیں۔ اس لئے آج چند مبلغین کے بعض کارناموں کا تذکرہ شائع کرتا ہوں۔ (محمود احمد عرفانی)"۔

ہم ان ایمان افروز مضامین کو اخبار الحکم کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ قربانیوں کی یہ دلگداز داستانیں جہاں ان مبلغین کے لئے دعاؤں کی تحریک کا موجب ہوں گی وہاں آج کے دور کے مبلغین اور واقفین اور داعیان الی اللہ کے لئے مشعل راہ کا بھی کام دیں گی۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَان۔

(نصیر احمد قمر۔ مدیر الفضل انٹرنیشنل لندن)

۞۞۞۞۞۞

پتھروں کے نیچے مدفون مبلغ

1925ء کو احمدیت کا ایک سپوت، کابل کی جیل

میں لایا گیا۔ وہ متوسط القامت انسان تھا۔ اس کا جسم نحیف تھا اور نہ چربی سے بھرا ہوا۔ اس کا چہرہ گول اور اس کی آنکھیں روشن تھیں۔ اس کے چہرے پر داڑھی ریشم کی طرح نرم اور سرمہ کی طرح سیاہ تھی۔ اس کے ہونٹوں پر دائمی مسکراہٹ، کشادہ پیشانی اور چہرہ ہنس مکھ تھا۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ احمدیت کا منّاد تھا۔ اسے اس لئے مجرم بنایا گیا تھا کہ وہ افغانستان کی پہاڑیوں میں اس لئے پھرا کرتا تھا کہ خدا کا نام بلند ہو۔ اور آسمانی بادشاہت کے زمین پر آنے کا اعلان کر سکے۔ وہ لوگوں کو کہتا تھا کہ حکومت کے وفادار رہو۔ وہ سننے والوں کو سناتا تھا کہ چوری، ڈاکے، زنا، بدنظری وغیرہ ہر قسم کی بداخلاقیوں سے بچو۔ اس پر علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور حکومت نے اسے مجرم بنایا۔ اس کے ہاتھ میں سنگل اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اسے قید کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ اسے کہا گیا کہ تم ان جرائم سے توبہ کرو اور آئندہ کے لئے یہ مت کہو کہ خدا جیسے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ اس کی بادشاہت اب اس کے بندے احمد قادیانی کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوئی ہے۔ اس نے اپنی عادت کے مطابق مسکرا کر کہا کہ مَیں حق کیسے چھپاؤں؟ جیل کے غلیظ دل افسر نے کہا کہ ہم تم پر بُری طرح سختی کریں گے اور تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کیا ہوتا ہے۔ ہمارا نوجوان مبلغ اس شیطانی بَڑ پر مسکرا کر خاموش ہو رہا۔

اسے جیل میں طرح طرح کے عذاب دئے گئے۔

بالآخر اسے زمین دوز جیل خانے میں بھیج دیا گیا۔ جہاں نہ سورج کی کرن کا گزر اور نہ ہوا کے جھونکے کا دخل۔ تاریکی اور سیاہی کا غلبہ۔ نمی اس قدر کہ جسم گجگجانے لگے۔ تنہائی اور وحشت ایسی کہ کاٹے کھائے۔ اس جیل کی کوٹھڑی میں حق کا مبشر بند ہے۔ مگر یہ تنہائی اسے گھبراہٹ میں نہیں ڈالتی، بیکار اور معطل نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے دعاؤں اور عبادتوں کے لئے ایک پُرلطف سماں پیدا کر دیتی ہے۔ جب کبھی کبھی جیل کی کوٹھڑی کھلتی ہے تو افسران بالا اسے نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے خیالات سے توبہ کرو ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے۔ وہ زبان حال سے کہتا کہ مَیں جس کا چاکر ہوں وہ تو یہ کہتا ہے کہ ۔

دلبر کی راہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہوشیار ساری دنیا ایک باؤلا یہی ہے

حکومت کے آدمی سر پٹک کر رہ گئے اور سارے ہی جتن کر چھوڑے مگر اس جوانمرد سے یہ اقرار نہ کروا سکے کہ وہ حق گوئی چھوڑے گا۔ انہوں نے اس کے لئے خدا کی (جس کے دین کا وہ منادتھا) دی ہوئی ہوا بند کر دی۔ سورج کی روشنی کو اس تک پہنچنے سے روک دیا۔ اس کے گلے میں طوق و زنجیر ڈال دئے اور اس سے کہا کہ دیکھو تمہارے سامنے دو ہی راہ ہیں جسے چاہو مانو۔ خواہ اس دنیا میں زندہ رہنا قبول کرو اور خدا کی زمین پر چلو پھرو اور اس کے بنائے ہوئے پانی کو پیو، غذاؤں کو کھاؤ، ٹھنڈی ہوا کا لطف لو، سورج کی روشنی کا مزہ اٹھاؤ۔ لیکن یہ تب ہی مل سکتا ہے کہ اگر تم جس چیز کی مُنادی کرتے ہو اس سے باز آؤ۔ اور اگر تم احمدیت کو رکھنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارا جسم پتھروں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔ زمین پر تمہارے خون کا ایک ایک قطرہ بہا دیا جائے گا۔ اور یہ ہوا، یہ پانی، یہ سورج اور چاند اور ان کی روشنی جو سانپوں اور بچھوؤں تک سے نہیں چھینی جا سکتی تم سے چھین لی جائے گی اور اس دنیا سے تم کو ختم کر دیا جائے گا۔

اس نے لاپروائی سے جواب دیا کہ جاؤ جو تمہاری مرضی ہے وہ کرو۔ مَیں حق کے لئے زندہ ہوں اور حق وسچائی کے لئے اگر تم مٹانا چاہتے ہو تو مٹا لو۔ میرا خون گزرنے والوں کو بتلائے گا کہ مَیں راستی اور راستبازی کا منار ہوں۔ میری ہڈیاں گم گشتان طریق کے لئے رہنمائی کریں گی۔

بالآخر انہوں نے ایک دن مقرر کیا۔ پابہ زنجیر خاموش نورانی چہرے والے قیدی کو شہر میں پھرایا گیا۔ لوگوں میں اس کی تشہیر اور منادی کرائی کہ یہ احمدیت کا پیامبر ہے۔ اور صلح کا جھنڈا بردار ہے اسے کل سنگسار کیا جائے گا۔ قیدی کے چہرہ پر وقار اور نور جھلک رہا تھا۔ اور معصومیت اس کی بلائیں لیتی تھی۔ رحمت کے ملائکہ اس پر سلام بھیج رہے تھے۔ آخر وہ وقت آ گیا جس کا انتظار تھا۔ گھٹنوں تک اسے زمین میں دفن کیا گیا۔ وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کرنے والوں کا ایک انبوہ تھا جو اپنے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے تھا اس بے گناہ کو پتھروں سے مارنے لگا۔ سب سے پہلے مفتی اور علماء نے پتھر مارے اور دیکھتے دیکھتے اس کا نورانی جسم پتھروں سے چکنا چور ہو گیا۔ اس کے پاک خون کا ایک ایک قطرہ بہا دیا گیا۔ اور اس کے نازک جسم پر اس قدر پتھر مارے گئے کہ اس کے سر سے اوپر تک انبار لگ گیا۔ اس طرح اس جانباز نے جام شہادت نوش کر لیا اور اُف تک نہ کی۔ وہ ظلمت کی پرستار دنیا کو چھوڑ کر اُس کے پاس چلا گیا جس کے نام کی مُنادی کیا کرتا تھا اور اس کی روح شہدائے اسلام کے زمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ سرخ خون وہ مدفون جسم ہمیشہ کے لئے خاموش مبلغ ہو گیا۔ یہ پتھروں کے نیچے مدفون مبلغ جس نے حق گوئی کو نہ چھوڑا مگر اپنی جان دے دی وہ نعمت اللہ خان شہید تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل اور رحم ہوں اس پر جس نے جان دے دی مگر حق سے منہ نہ موڑا۔

(الحکم قادیان جلد 37، نمبر 28۔ مورخہ 7/اگست 1934ء صفحہ 4)

۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ سورینام کے 35ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

ملک کے نائب صدر کی جلسہ میں شرکت اور امن و بھائی چارے کے فروغ کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں پر خراج تحسین

(رپورٹ: مشتاق احمد ...... مبلغ سلسلہ سورینام)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سورینام کو مورخہ 21 اور 22/نومبر 2008ء بروز جمعہ ہفتہ اپنا 35واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی باقاعدہ تیاری اکتوبر کے مہینہ سے شروع ہوئی۔ اور اس مقصد کیلئے مجلس عاملہ کے متعدد اجلاس ہوئے۔ جلسہ کے بہترین انعقاد کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ مختلف شعبوں کا تسلی بخش انتظام کرنا تھا۔ جلسہ کے لئے ایک دیدہ زیب دعوت نامہ تیار کیا گیا جو اعلیٰ سرکاری حکام، مقتدر شخصیات، مذہبی تنظیموں اور سرکردہ اخبارات کے نمائندوں میں تقسیم کیا گیا۔ جلسہ گاہ کی تیاری وقار عمل کے ذریعہ کی گئی اور صد سالہ خلافت جوبلی کے لوگو اور مختلف بینرز سے آراستہ سادہ اور پروقار جلسہ گاہ تیار کی گئی۔

امسال جلسہ کا خاص موضوع "عالمی انسانی حقوق اسلامی تعلیم کی روشنی میں" تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ہمسایہ ملک گیانا سے مکرم احسان اللہ مانگٹ صاحب مشنری انچارج جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ پہلے دن "نظام جماعت کی اہمیت اور اطاعت" اور "نظام خلافت" کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔

جلسہ کے دوسرے روز تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔ پہلی تقریر محترم فرید جمن بخش صاحب کی تھی جس میں انہوں نے قرآن مجید میں بیان کردہ انسانی حقوق کی تفصیل پیش کی اور انسانی حقوق کے قیام میں اسلامی تعلیم کی برتری کو ثابت کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے "انسانی حقوق کے قیام میں مذہب کا کردار" کے حوالے سے چند گزارشات پیش کیں۔ جلسہ کی تیسری تقریر محترم احسان اللہ مانگٹ صاحب مشنری انچارج گیانا کی تھی جس میں انہوں نے اسوۂ رسول ﷺ کے حوالے سے انسانی حقوق کے قیام کی عملی مثالیں پیش کیں۔

اس کے بعد مہمان حضرات کو اظہار خیال کا موقعہ دیا گیا۔ سب سے پہلے بہائی مذہب کے نمائندے نے سٹیج پر آکر جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اتنے مفید پروگرام میں انہیں شرکت کی دعوت دی گئی پھر انسانی حقوق کے قیام کے لئے مثبت جدوجہد جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد ملک کے نائب صدر جناب رام دین سارجو صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور سب سے پہلے جماعت کو جلسہ کے انعقاد کی مبارکباد پیش کی اور انسانی حقوق کو جلسہ کا موضوع بنانے پر جماعت کی تعریف کی۔ نیز برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اس جماعت کے افراد دنیا میں امن اور بھائی چارے کے فروغ کے لئے عملی کوششیں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد موصوف نے 10/دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جانب سے منظور کئے گئے انسانی حقوق کے حوالے سے حاضرین سے خطاب کیا۔

جلسہ کے پروگرام میں ہوم منسٹر جناب مورس حسن خان صاحب کی تقریر بھی شامل تھی لیکن اپنی بیماری کے سبب پروگرام شروع ہونے سے پہلے انہوں نے معذرت کا فون کیا۔ آخر میں محترم صدر صاحب جماعت نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اختتامی دعا سے پہلے نائب صدر اور گیانا کے مبلغ کو صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے خصوصی طور پر تیار کروائی گئی شیلڈ پیش کی گئی۔ نیز ملک کے نائب صدر، سناتن دھرم اور بہائی مذہب کے نمائندوں کے علاوہ تین غیر احمدی مساجد سے آئے ہوئے نمائندوں کی خدمت میں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جسے لجنہ اماء اللہ کی ایک ٹیم نے تیار کیا تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے یہ پروگرام ہر لحاظ سے انتہائی کامیاب رہا۔ حاضرین جلسہ نے پروگرام کے نظم وضبط اور تقریروں کے معیار کی بہت اچھے الفاظ میں تعریف کی اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔

جلسہ کے ساتھ صد سالہ خلافت جوبلی کے سال میں عالمگیر جماعت احمدیہ کی مختلف سرگرمیوں کے حوالے سے ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا گیا اور خاص طور پر مختلف ملکوں کے جلسہ ہائے سالانہ جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شمولیت فرمائی ان کی تصاویر شامل کی گئیں۔ تمام حاضرین نے نمائش کو دیکھا اور خاص طور پر غیر از جماعت دوستوں نے جماعت کی ترقی پر خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر ایک بک سٹال بھی لگایا گیا بڑی تعداد میں لوگوں نے جماعت کی طرف سے شائع شدہ قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ اور مختلف کتب دیکھیں اور انہیں خریدا بھی۔

مقامی ٹی وی کے نمائندے نے پروگرام کی ریکارڈنگ کی اور 15 منٹ دورانیہ کی خبر نشر کی۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے صد سالہ خلافت جوبلی کے بابرکت اور یادگار سال میں جماعت کا یہ جلسہ حاضری کے اعتبار سے بھی ایک کامیاب جلسہ رہا جس میں 260 سے زائد افراد شامل ہوئے۔

لفضل انٹرنیشنل کے تمام قارئین سے سورینام کی جماعت کے لئے خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔

۞۞۞۞۞۞

بقیہ رپورٹ: برطانوی پارلیمنٹ میں
حضور انور کا خطاب از صفحہ نمبر 16

اختلاف کی چنیدہ وزیر برائے Innovation, Universities & Skills۔

جناب آصف چوہدری۔ امور خارجہ اور کامن ویلتھ کے نمائندہ۔

جناب عمران خان۔ جنرل سیکرٹری برطانیہ پاکستان چیمبر آف کامرس۔

جناب John Pritchard۔ ساؤتھ لینڈ کالج کے گورنرز کے چیئرمین۔

جناب مراد قریشی۔ لندن اسمبلی کے ممبر۔

سپرنٹنڈنٹ SimonPhipps۔ ہونسلو پولیس۔

Rt.Hon. Andreww Smith M.P.۔

جناب Dr. Rainer Lassig جرمنی کے سفیر کے نمائندہ۔

H.E.Mr.Melvin Chalobah سیرالیون کے ہائی کمشنر۔

جناب Jon Dal Din ڈائریکٹر ویسٹ منسٹر امور بین المذاہب۔

Lord Dholakia۔

محترمہ Laura Moffat M.P.۔

جناب SatishModi۔ چیئرمین موڈی انڈسٹریز۔

محترمہ Ms.Maxi Martin کاؤنسلر۔

جناب P.J.Mir۔ ہیڈ آف ARY T.V. Uk-Europe۔

جناب پروفیسر Richard Thompson۔ امپیریل کالج لندن کے پروفیسر۔

تمام مہمانوں کے نشستوں پر بیٹھنے کے بعد تلاوت قرآن کریم کے ساتھ یہ تقریب شروع ہوئی جو............

تقریب کا انعقاد کرنے والی مسجد فضل کی ممبر پارلیمنٹ محترمہ جسٹن گریننگ (Justin Greening) نے استقبالیہ تقریر کی۔

جسٹن گریننگ (M.P.) کی استقبالیہ تقریر

انہوں نے حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہا کہ آج ہمارے لئے بہت اہم دن ہے جب His Holiness یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور یہ امر ہمارے لئے باعث عزت وافتخار ہے۔

انہوں نے کہا کہ نہ صرف میرے حلقہ انتخاب (Putney) سے بلکہ پورے برطانیہ سے اور مزید تمام دنیا سے آئی ہوئی شخصیات اس تقریب میں شامل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ موقع نہایت یہ پُرشوکت ہے کہ خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جہاں ساری دنیا میں تقاریب کا انعقاد ہوا ہے وہاں برطانیہ بھر میں تقریبات نہایت شان کے ساتھ منائی گئی ہیں۔

انہوں نے جماعت احمدیہ کی انگلستان میں موجودگی کے بارہ میں کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ سب سے پہلی مسجد جو لندن میں بنی وہ مسجد فضل ہے جو پٹنی کے علاقہ میں واقع ہے۔ جب سے یہ مسجد بنی ہے یہاں جمع ہونے والوں نے اس علاقہ کی زندگی میں ایک نہایت نظم وضبط سے بھرپور مثبت اور مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جو نصب العین انہوں نے اپنایا ''یعنی محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں'' (Love for All Hatred for None) وہ میرے خیال میں ایسا ہے کہ ہم سب اسے اپنا کر اپنی زندگیوں میں فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی کے ذریعہ ہم معاشرہ میں اپنے اپنے رنگ میں اعلیٰ اقدار پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے تمام حاضرین کا اور خاص طور پر ممبران پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ بدھ کا روز پارلیمنٹ میں بے حد مصروف دن ہوتا ہے۔ بایں ہمہ آج کی اس تقریب میں اتنی زیادہ تعداد میں ممبران کا شمولیت کرنا غمازی کرتا ہے اس احترام کی جو افراد جماعت کے لئے ہمارے دلوں میں ہے، جس کی وجہ ان کی برطانیہ کی روزمرہ زندگی میں خدمات ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ تقریب کے بعد وہ حضور انور کو پارلیمنٹ کے ایوانوں کا دورہ کروائیں گی تا کہ حضور مشاہدہ کر سکیں کہ کن جگہوں پر ہم پارلیمانی کاموں میں وقت گزارتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے وزارت خارجہ کی وزیر محترمہ Gillan Merron کو تقریر کی دعوت دیتے ہوئے ان کی آمد کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ وزارت خارجہ کے ہم نہایت ممنون ہیں کہ وہ دنیا میں ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو گو دنیا میں آئے دن بعض ممالک میں ناانصافیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وزارت خارجہ کے کام میں مساوی انسانی حقوق اور آزادی کا قیام بہت اہم اور کلیدی کام ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ امر نہایت خوشی کا باعث ہے کہ وزارت خارجہ کی وزیر ہم میں موجود ہیں۔

محترمہ Gillan Merron
وزارت خارجہ کی منسٹر کی تقریر

محترمہ Gillan Merron نے وزارت خارجہ کی وزیر کی حیثیت سے تقریر شروع کرتے ہوئے پہلے جسٹن گریننگ کے نیک جذبات کا شکریہ ادا کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ مجھے آج حضور انور سے ملاقات کا اور خلافت جوبلی کی ایک تقریب میں شمولیت کا موقع ملا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے احساس ہے کہ جماعت احمدیہ میں دنیا بھر سے لوگ شامل ہیں اور برطانیہ کے طول وعرض میں بھی جماعت کے افراد آباد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنی قابل قدر معاشرتی خدمات کی وجہ سے احمدی بہت سے حلقوں میں معروف ہیں اور مَیں جسٹن کے اس خیال کی تائید کرتی ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں پارلیمانی ممبران کی حاضری اس چیز کا ثبوت ہے کہ ہمارے دلوں میں افراد جماعت کی کتنی قدرومنزلت ہے۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ کی کاوشوں سے دوسروں کو گہرائی میں سمجھنے کا موقع ملتا ہے کہ مذہبی اصول کیا ہیں اور یہ بھی کہ اس طرح ان بے زبان افراد کو بھی ایک آواز حاصل ہو جاتی ہے جن کے حقوق کو اپنے معاشروں میں نظرانداز کیا جاتا ہے۔

انہوں نے ان حالات پر جو پاکستان میں اور اس وقت انڈونیشیا میں جماعت کو درپیش ہیں، تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ مَیں آج کی اس تقریب میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ہم جو مساوی حقوق کے لئے کوششیں کر رہے ہیں اس میں بالکل سستی نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ تمام اقلیتوں کو بہتر حقوق حاصل ہونے چاہئیں اور اس سلسلہ میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اقلیتیں جہاں بھی ہوں انہیں مساوی حقوق حاصل ہوں۔

انہوں نے مزید کہا کہ وزارت خارجہ، دفاتر کامن ویلتھ، محکمہ بین الاقوامی ترقی اور وزارت دفاع سب مل کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا بھر میں جہاں بھی انسان آباد ہیں ان کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ رواداری، مساوی حقوق، سب کے لئے یکساں ترقی کے مواقع فراہم کرنا، یہ وہ مرکزی میدان ہیں جن میں ہم اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

انہوں نے بتایا کہ گزشتہ ہفتہ ہی ایک کمیٹی کے تبادلہ خیال کی مجالس انہوں نے مکمل کروائی ہیں وہاں جو موضوع زیر بحث لائے گئے وہ عوام کی خود اختیار حکومت اور مساوی انسانی حقوق کا قیام تھے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے کمیٹی میں بھی یہ بات کہی تھی کہ ہمارا نصب العین انسانی حقوق کی برابری کے حصول کے لئے کوشاں رہنا ہے۔ صرف اس لئے نہیں کہ اس میں ہمارا مفاد ہے بلکہ اس لئے کہ یہ عقلمندی کا تقاضا ہے اور یہ حق بات اور درست راستہ ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ انہوں نے کمیٹی میں خراج تحسین پیش کیا تھا ان افراد کو اور ان گروہوں کو جو مظالم اور ناانصافیوں کے سامنے نہایت مشکل اور خطرناک حالات میں ثبات قدم کے ساتھ ڈٹے رہتے ہیں۔ وہ اس قسم کی حق تلفیاں ہیں جن ہم میں سے بہتوں نے خواب میں بھی تصور نہیں کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں ان کاموں کو بہت اہمیت دیتی ہوں جو وزارت خارجہ اور دفاتر کامن ویلتھ اس سلسلہ میں کرتے ہیں۔ اداروں کے لئے اور افراد کے لئے جیسے کہ جماعت احمدیہ کو درپیش ہیں۔

حضور انور اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج کے زمانہ میں انسانی حقوق کے حوالہ سے ایک منفرد پہلو جو سامنے آیا ہے وہ مذہبی اور اعتقادی آزادی ہے۔ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مَیں سمجھتی ہوں کہ آپ کے تعاون سے ہماری انسانی حقوق کی پالیسی زیادہ مضبوط اور اعلیٰ معیار کی حامل ہے اور مَیں آئندہ کے لئے امید رکھتی ہوں کہ ہمیں اسی طرح آپ کا تعاون حاصل رہے گا۔

Gillian Merron کی تقریر کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا
برطانوی ممبران پارلیمنٹ سے خطاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تلاوت اور اس کے ترجمہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

سب سے پہلے مَیں تمام معزز ممبران پارلیمنٹ اور دیگر معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک مذہبی جماعت کے سربراہ کو اجازت دی ہے کہ وہ یہاں آکر آپ سے مخاطب ہو۔

حضور انور نے محترمہ جسٹین گریننگ (Justine Greening) کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ وہ مسجد فضل کے حلقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس تقریب کا انعقاد ان کی اعلیٰ ظرفی اور وسیع القلبی کا ثبوت ہے کہ اپنے حلقہ کی ایک چھوٹی سی جماعت کا لحاظ کرتے ہوئے خلافت جوبلی کے موقع پر اس قدر کوشش سے سارا انتظام کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام لوگوں کے جذبات کا خیال رکھنے والی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے مگر یہ جماعت اسلام کی سچی تعلیمات کی علمبردار ہے اور برطانیہ میں رہنے والا ہر احمدی محبّ وطن اور وفادار شہری ہے۔ جس کی وجہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات ہیں جن کا فرمان ہے کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیمات کی مزید تفسیر اور تفہیم بانیٔ جماعت احمدیہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے جن کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود اور زمانے کے مصلح ہیں۔ آپ نے اپنے دعویٰ کے ساتھ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر دو ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ ایک تو خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور دوسرے خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی۔ آپ نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے جو حقوق ہیں ان کو عملی جامہ پہنانا نہایت ہی دشوار اور نازک امور ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت کے بارہ میں آپ کے دل میں یہ خیال جنم لے سکتا ہے کہ اس قسم کی سربراہی سے اختلاف پیدا ہونے اور جنگوں تک کے احتمال ہو سکتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ حضور نے فرمایا: مَیں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ یہ الزام اسلام پر لگایا جاتا ہے مگر انشاء اللہ خلافت احمدیہ ہمیشہ دنیا میں امن وآشتی کی علمبردار رہے گی اور دنیا میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں وہ اپنے اپنے وطنوں کے وفادار شہری رہیں گے۔

حضور نے فرمایا: احمدیہ خلافت کا مقصد مسیح موعود اور مہدی علیہ السلام کے مشن کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ اس لئے اس سے کسی قسم کے خوف کا احتمال نہیں ہے۔ خلافت احمدیہ جماعت کے افراد کو ان ہی دونوں مقاصد کی طرف بلاتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اور اس ذریعہ سے جماعت دنیا بھر میں امن وآشتی کے قیام کے لئے کوشاں رہتی ہے۔

حضور نے فرمایا: اب مَیں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور وقت کی تنگی کے باعث مختصراً بیان کرتا ہوں کہ اگر ہم غیر جانبدار ہو کر گزشتہ چند صدیوں کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دنیا میں جو جنگیں اس دوران ہوئی ہیں وہ حقیقت میں مذہبی جنگیں نہیں تھیں۔ ان کی بنیاد زیادہ تر جغرافیائی ور سیاسی مفادات تھے۔ یہاں تک کہ آج کے زمانہ میں بھی جو جنگیں ہوئی ہیں ان کی وجوہات سیاسی، اقتصادی اور سرحدی مفادات ہیں۔ جس طرح کے عوامل اس وقت کشیدگی کی فضا پیدا کر رہے ہیں اس سے خوف پیدا ہوتا ہے کہ یہ عناصر مل کر دنیا کو پھر جنگ عظیم کی طرف نہ لے جائیں۔

حضور نے انتباہ فرمایا کہ یہ عوامل وہ ہیں جن سے نہ صرف غریب ممالک متأثر ہو رہے ہیں بلکہ امیر ممالک بھی متأثر ہو رہے ہیں۔ اس لئے بڑی طاقتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ کوششیں مجتمع کر کے انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچاؤ کی تدابیر کریں۔

حضور نے فرمایا کہ انگلستان کا شمار بھی ان ممالک میں ہوتا ہے جن کا اثر ورسوخ دوسری قوموں پر ہے خواہ وہ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پذیر۔ عدل اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آپ اس اثر ورسوخ کو استعمال کریں اور دنیا کی رہنمائی کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر ہم ماضی قریب کو دیکھیں تو حکومت برطانیہ نے جہاں بھی حکومت کرنے کے بعد ممالک کو آزادی دی وہاں اعلیٰ درجہ کے انصاف اور مذہبی رواداری کی اقدار کو پیچھے چھوڑا۔ خاص طور پر ہندوستان اور پاکستان میں جماعت احمدیہ اس انصاف کی گواہ ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے حکومت برطانیہ کی انصاف پسندی اور مذہبی آزادی کی پالیسی کی کھل کر تعریف کی ہے۔ جب بانیٔ جماعت نے ملکہ وکٹوریہ کو ان کی ڈائمنڈ جوبلی پر مبارکباد دی اور اسلام کی تعلیمات ان تک پہنچائیں تو آپ نے خاص طور پر حکومت برطانیہ کی انصاف پسندی اور مذہبی آزادی کو سراہتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی حکومت برطانیہ نے انصاف کا علم بلند کیا جماعت نے اس کا برملا اظہار کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ مستقبل میں بھی قیام انصاف حکومت برطانیہ کا طرّہ امتیاز رہے گا۔ نہ صرف مذہبی آزادی کے حوالہ سے بلکہ ہر لحاظ سے، اور آپ اپنی اُن اعلیٰ اقدار کو آئندہ بھی سربلند رکھیں گے۔

حضور نے فرمایا اس وقت تمام دنیا میں بے چینی اور بے قراری پائی جاتی ہے۔ جگہ جگہ چھوٹی جنگیں بھڑک اٹھتی ہیں۔ بعض جگہوں پر بڑی طاقتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ ان کی کارروائیاں امن کے قیام کے لئے ہیں۔ حضور نے انتباہ فرمایا کہ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ ان چھوٹی جنگوں کے شعلے بھڑک کر ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ اس لئے میری آپ سے عاجزانہ گزارش ہے کہ آپ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے کوششیں کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اب مَیں مختصراً اسلامی تعلیمات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ کس طرح ان تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ جو ان تعلیمات کے سب سے پہلے مخاطب ہیں یعنی مسلمان ان کو بھی توفیق ملے کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں مگر بہر حال یہ ذمہ داری دنیا کے تمام ممالک، بڑی طاقتوں اور حکومتوں پر ہے۔

حضور نے فرمایا اس وقت دنیا حقیقتاً ایک بین الاقوامی بستی کا روپ دھار چکی ہے جس کا پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا، ان مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ مرکوز کرنا ہوگی جن کا تعلق انسانی حقوق کے قیام سے ہے، جن سے دنیا میں امن قائم ہوسکے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کوششیں صرف اس وقت کامیاب ہوسکتی ہیں جب عدل اور انصاف کے تمام پہلوؤں کو بروئے کار لاکر یہ کارروائیاں عمل میں لائی جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج کی دنیا کے مسائل میں ایک مسئلہ جس نے سر اٹھایا ہوا ہے وہ اگرچہ براہ راست مذہب سے تعلق نہیں رکھتا مگر مذہب کے نام پر بعض مسلمان گروہ غیر قانونی حملے کرتے ہیں اور خودکش بم کے ذریعہ وہ غیر مسلم فوجیوں اور عوام کا قتل کرنا چاہتے ہیں اور نہایت ظالمانہ طریق پر وہ بے دریغ مسلموں، غیر مسلموں، عورتوں، بچوں سب کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی ظالمانہ کارروائیوں کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

حضور نے فرمایا کہ ان ظالمانہ حرکات کی وجہ سے غیر مسلم ممالک میں اسلام کے بارہ میں ایک غلط تأثر پیدا ہو گیا ہے۔ بعض حلقوں میں تو کھلے بندوں اسلام کے خلاف خیالات کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری جگہوں پر کھلم کھلا اظہار نہیں ہوتا مگر طبیعتوں میں مخالف رجحان پایا جاتا ہے۔ ان عناصر کی وجہ سے غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے خلاف عدم اعتماد کی فضا پیدا ہوگئی ہے اور چند افراد کی غلط کاریوں کے باعث حالات روز بروز ابتر ہوتے جاتے ہیں۔ جو منفی ردّعمل وجود میں آتا ہے اس کا ایک نمونہ ان حملوں میں نظر آتا ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ اور اسلام کی مقدس کتاب قرآن حکیم پر کئے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ جب یہ حملے ہوئے ہیں اس سلسلہ میں برطانیہ میں سیاسی رہنماؤں اور مفکروں نے جو ردّعمل دکھایا ہے وہ دوسرے ملکوں کے بعض سیاستدانوں سے بہر حال ممتاز رہا ہے۔ اور اس کے لئے حضور نے اظہار تشکر فرمایا اور فرمایا کہ دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے؟ سوائے منفی جذبات ابھرنے کے جس سے نفرت اور ناپسندیدگی بڑھتی ہے اور پھر نفرتیں مشتعل جذبات کا روپ دھارتی ہیں اور بعض انتہا پسند مسلمان غیر اسلامی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور غیر مسلموں کو موقع دیتے ہیں کہ منفی جذبات کو ہوا دی جائے۔ مگر جو انتہا پسند نہیں ہیں اور جو رسول اکرم ﷺ سے گہری محبت رکھتے ہیں انہیں ان حملوں سے شدید صدمہ پہنچتا ہے اور جماعت احمدیہ ان لوگوں میں سے صف اوّل میں ہے۔ ہماری زندگیوں کا واحد اور اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا کے سامنے آنحضرت ﷺ کا اسوہ پاک اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم تو تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے معزز پیغامبر تھے۔ اس لئے ہم تو کبھی بھی ان کے بارہ میں کوئی بے عزتی کا کلمہ نہیں کہہ سکتے مگر جب ہمارے نبیٔ پاک ﷺ کی ذات بابرکات پر جھوٹے اور بے بنیاد الزام لگائے جاتے ہیں تو یہ ہمارے لئے بے حد دکھ کا باعث ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج کے زمانہ میں جب دنیا مختلف دھڑوں میں تقسیم ہوتی جارہی ہے، انتہا پسندی زور پکڑتی جارہی ہے۔ معاشی اور اقتصادی حالات بگڑ رہے ہیں، اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہر قسم کی نفرتوں کو بھلا کر امن کی بنیادیں استوار کی جائیں اور یہ صرف تب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ تمام لوگوں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ اگر یہ مناسب طریق سے، سچائی سے اور نیکی کے ساتھ نہ کیا گیا تو حالات بگڑ کر نا قابل اختیار حدود سے تجاوز کر جائیں گے۔

حضور نے فرمایا مَیں مانتا ہوں کہ اقتصادی طور پر مضبوط اقوام نے غیر ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں کو پناہ بھی دی ہے اور اپنے ممالک میں رہنے کی جگہ بھی دی ہے جس میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ حقیقی انصاف کا تقاضا ہے کہ سب لوگوں کے جذبات کا خیال رکھا جائے اور ان لوگوں کے اعتقادات کا بھی احترام کیا جائے۔ یہی ذریعہ ہے جس سے ان کی عزت نفس کی حفاظت ہوسکے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں پہلے کہہ آیا ہوں اور شکرگزار ہوں کہ برطانوی قانون سازوں اور سیاستدانوں نے انصاف کو سربلند رکھا ہے اور عوام کے مذہبی حقوق میں مداخلت نہیں کی۔ درحقیقت یہی راہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

قرآن کریم کا فرمان ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ: 257) دین میں کوئی جبر نہیں۔ حضور انور نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ یہ قرآنی اصول اس الزام کی بھی نفی کرتا ہے جو اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مزید برآں مسلمانوں کو اس میں ہدایت دی گئی ہے کہ مذہبی اعتقاد بندے اور خدا کے درمیان تعلق ہے اور اس تعلق میں ہرگز کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق اپنے مذہب پر کاربند ہو اور اپنی مذہبی رسومات کی بجا آوری کرے۔

اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر مذہب کے نام پر کوئی ایسی کارروائی عمل میں لائی جائے جو دوسرے لوگوں کے لئے ضرر رساں ہو اور ملکی قانون کے خلاف ہو تو قانون نافذ کرنے والے اداروں کو حق ہے کہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ اگر کوئی ظالمانہ رسم یا حرکت کی جائے تو وہ کسی بھی مذہبی ذریعہ سے خدائی تعلیم نہیں ہوسکتی۔

حضور نے فرمایا کہ قیام امن کے لئے یہ بنیادی اصول ہے خواہ اسے ملکی سطح پر دیکھا جائے یا بین الاقوامی سطح پر۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اگر مذہب تبدیل کرنے کی وجہ سے کوئی قوم یا گروہ یا حکومت تمہارے لئے مشکلات پیدا کرتی ہے اور اس کے بعد حالات کا پلڑا تمہاری سمت جھک جاتا ہے اور تمہیں طاقت حاصل ہو جاتی ہے تو تم کسی قسم کا تعصب یا دشمنی دلوں میں مت رکھو۔ جیسا کہ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا ۔ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ المائدۃ آیت 9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

حضور نے فرمایا کہ معاشرہ میں قیام امن کے لئے یہ اسلامی تعلیم ہے کہ انصاف سے بالکل قدم نہ ہٹاؤ یہاں تک کہ دشمن سے بھی انصاف کرو۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ اس تعلیم پر چلتے ہوئے انصاف کے تمام تقاضوں پر بھرپور عمل کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ وقت کی تنگی کے باعث زیادہ مثالیں اس وقت پیش نہیں کی جاسکتیں مگر تاریخ گواہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد قطعی کوئی بدلہ ان لوگوں سے نہیں لیا جنہوں نے مسلمانوں کو شدید مظالم کا نشانہ بنایا تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ نے انہیں معاف فرما دیا بلکہ انہیں اجازت دی کہ وہ اپنے اپنے مذہب پر کاربند رہیں۔

حضور انور نے انتباہ فرمایا کہ آج کے زمانہ میں امن کا قیام صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ دشمن کو بھی تمام پہلوؤں سے انصاف عطا کیا جائے۔ نہ صرف مذہبی انتہا پسندی کے خلاف جنگوں میں بلکہ ہر قسم کی لڑائیوں میں بھی۔ صرف اس قسم کا امن ہی دیرپا ہوسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ صدی میں دو عظیم جنگیں لڑی گئیں۔ ان کی جو بھی وجوہات بنیں ان کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہی سبب نتھر کر سامنے آن کھڑا ہوتا ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا تھا جس کے ردّعمل میں جب یہ خیال کیا گیا کہ الاؤ ٹھنڈا کر دیا گیا ہے حقیقتاً وہ راکھ کے نیچے ہلکے ہلکے سلگتی ہوئی چنگاریاں تھیں جنہوں نے دوبارہ بھڑک کر ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حضور نے فرمایا کہ آج دنیا میں بے چینی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ جنگیں اور قیام امن کے نام پر کی جانے والی کارروائیاں، قوموں کو عالمی جنگ کی طرف دھکیلتی نظر آتی ہیں۔ قوموں کے معاشرتی اور اقتصادی مسائل حالات کو مزید خراب کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے امن کے قیام کے لئے بعض سنہری اصول ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ لالچ دشمنیوں کو بڑھاتا ہے۔ اس کا اظہار بعض دفعہ سرحدی پھیلاؤ کے ذریعے یا دوسری قوموں کے قدرتی ذخائر پر ناجائز تصرف یا پھر ملکوں کے حکمرانوں پر تسلّط کے ذریعہ دیکھنے میں آتا ہے۔ ان ذرائع سے مظالم وجود میں آتے ہیں چاہے وہ کسی ظالم، مطلق العنان حاکم کے ہاتھ سے ہو رہے ہوں جو عوام کے حقوق پامال کرکے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنے ذاتی مفادات کے لئے کوشاں ہو یا انہی وجوہات کی بنا پر کوئی بیرونی طاقت حملہ آور ہوکر دست درازی کرے۔ اور پھر بعض دفعہ مظالم کی چکّی میں پسنے والے عوام باہر کی دنیا کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ظلم کی جو بھی وجہ بن رہی ہو اس سے نمٹنے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمیں ایک نہایت سنہرا گُر عطا فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کرو''۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ انہیں مظلوم کی مدد کی تو سمجھ آتی ہے مگر ظالم کی مدد کیونکر کی جائے؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا ظالم کا ہاتھ روک کر اس کی مدد کرو کیونکہ ظلم کرنے سے وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سزاوار ہوگا۔ اس لئے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے ظلم سے باز رکھو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سنہرا اصول ہے جو انسانی معاشرت میں چھوٹے سے چھوٹے دائرہ میں بھی قابل عمل ہے اور بین الاقوامی سطح پر بھی۔ اس حوالہ سے قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہو اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ۔ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورۃ الحجرات: 10)

حضور نے فرمایا کہ یہ تعلیم مسلمانوں کو مخاطب کرکے دی گئی ہے مگر یہ اصول اپنا کر ساری دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ اس قرآنی ہدایت میں انصاف کرنے کا حکم ہے۔ پھر وضاحت کی گئی ہے کہ اگر انصاف کرنے کے باوجود امن قائم نہ ہو تو سب مل کر اس زیادتی کرنے والے گروہ سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ ہتھیار ڈال دے۔ اور جب اس قسم کا گروہ امن کا طالب ہو تو پھر انصاف کا تقاضا ہے کہ نہ تو اس سے انتقام لو اور نہ اس پر کوئی پابندیاں یا اقتصادی قدغن لگاؤ۔ اس پر نظر ضرور رکھو مگر ساتھ ہی کوشش کرو کہ ان کی صورت حال بہتر ہو۔

حضور انور نے طاقتور قوموں کو یاددہانی کروائی کہ ان کے ہاتھ میں ویٹو (Veto) کی طاقت ہوتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ قیام امن کو بہر حال مدنظر رکھیں۔

حضور انور نے قیام امن کے ضمن میں فرمایا کہ ایک اور اصول جو قرآن حکیم نے ہمیں عطا فرمایا ہے وہ دوسروں کی دولت کی طرف طمع کی نظر سے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ فرمایا: ''اور ہم نے جو ان میں سے بعض لوگوں کو دنیوی زیبائش کے سامان دے رکھے ہیں تو اس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کی نظر کو پھیلا کر مت دیکھ کیونکہ یہ سامان ان کو اس لئے دیا گیا ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے ان کی آزمائش کریں۔ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 132)

حضور نے فرمایا: دوسروں کی دولت کے لئے حرص کرنا اور حسد کرنا دنیا میں بے چینی کو بڑھانے کا سبب ہیں۔ فرد کی حیثیت سے جب دوسرے کے مال و منال کا لالچ کیا جاتا ہے تو یہ نہ ختم ہونے والی حرص انسان کا سکون درہم برہم کر دیتی ہے۔ قوموں نے جب دوسری قوموں کے اموال اور دولتوں کا لالچ کیا تو دنیا کا امن خطرے میں پڑ گیا۔ تاریخ گواہ ہے اور ہر شخص بآسانی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ دوسروں کی دولت ہتھیانے کی خواہش ہمیشہ بدنتائج ہی پیدا کرتی ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے وسائل پر نظر رکھو اور اس کا بہترین استعمال کرکے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

حضور نے فرمایا کہ سرحدی چڑھائیاں کرکے دوسروں کے قدرتی ذخائر پر دسترس حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ طاقتور قومیں اثر و رسوخ کے بل بوتے پر دوسری قوموں کے مقابل میں دھڑے بنا کر ان کے وسائل اپنے اختیار میں لے لیتی ہیں۔ بعض حکومتوں

کے مشیر اپنی کتابوں میں جب اس قسم کی کارروائیوں کو بے نقاب کرتے ہیں تو غریب ممالک میں بے چینی کی لہریں دوڑ جاتی ہیں۔ پھر یہی بے چینیاں بعض دفعہ شدید ردّعمل کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اور تشدد کی کارروائیاں بعض حلقوں میں دیکھنے میں آتی ہیں اور وسیع پیمانے پر تباہ کاری کرنے والے ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہوجاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کی دنیا کے لوگ اپنے آپ کو نسبتاً زیادہ سنجیدہ، باشعور اور باخبر سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ غریب ممالک میں بھی ایسے افراد پائے جاتے ہیں جنہیں بعض علمی میدانوں میں اعلیٰ درجہ کی برتری حاصل ہوجاتی ہے۔ ان حالات میں توقع تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ تمام قومیں مل کر یہ کوشش کرتیں کہ اس قسم کے اندازِ فکر سے بچا جائے اور ان غلطیوں سے باز رہا جائے جن سے ماضی میں خوفناک جنگیں پیدا ہوئیں۔ خداداد دماغی صلاحیتوں اور سائنسی ترقی کو استعمال میں لاکر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انسانی فلاح و بہبود کے طریقے ڈھونڈ نکالے جاتے، قدرتی وسائل کے بہترین استعمال کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی جاتی۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ملک کو کچھ ایسے وسائل عطا فرمائے ہیں کہ اگر ہر ملک ان وسائل کا صحیح استعمال کرے تو یہ دنیا واقعتاً جنت نظیر بن جائے۔ بعض ممالک کو موسم ایسے عطا ہوئے ہیں اور زمینیں ایسی زرخیز عطا ہوئی ہیں کہ اگر مل جل کر باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ جدید تکنیکی سہولتوں کو بروئے کار لایا جاتا تو دنیا سے بھوک کا خاتمہ ہوجاتا۔

حضور نے فرمایا کہ جن ممالک کو معدنیات کے ذخائر عطا ہوئے ہیں ان کو آزادی ہونی چاہئے کہ وہ معقول قیمتوں پر کھلی مارکیٹ میں اپنے ذخیروں کی تجارت کرسکیں۔ اس طرح تمام ممالک ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ منصفانہ راستہ ہے اور یہی وہ راہ ہے جسے خداوند تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر دنیا میں بھیجے تاکہ وہ مخلوق کی رہنمائی کریں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہیں کیا ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ فرمان بھی جاری کردیا کہ ہر فرد مذہب کے معاملہ میں آزاد ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جزا اور سزا کا عمل موت کے بعد ہی واقع ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے جو نظام جاری فرمایا ہے اس کے تحت جب مظالم اپنی انتہاؤں کو چھونے لگیں اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کردیا جائے تو اس کے بعض طبعی نتائج اسی دنیا میں بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ جب ظلم بہت بڑھ جاتا ہے تو ردّعمل بھی شدید ہوتا ہے اور پھر اس چیز کی گارنٹی کوئی نہیں دے سکتا کہ ردّعمل صحیح ہوگا یا غلط۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا فتح کرنے کا صحیح طریق تو یہ ہے کہ غریب ممالک کو ان کے صحیح منصب پر کھڑا کیا جائے جو ان کا حق ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت عالمی مسائل میں ایک بہت بڑا مسئلہ اقتصادی بحران ہے جسے Credit Crunch (یعنی قرضوں کی بازیابی کا فقدان) کہا جارہا ہے۔ شاید یہ بات سننے والوں کو عجیب معلوم ہو مگر اس مسئلے کے تمام شواہد ایک ہی بنیادی حقیقت کی طرف نشان دہی کررہے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہمیں ہدایت ملتی ہے کہ سُود سے اجتناب کرو۔ کیونکہ سُود ایک ایسی شدید برائی ہے جس سے گھریلو، قومی اور بین الاقوامی سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے خبردار کیا ہے کہ جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوتے مگر ایسے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے (اپنی) مس سے حواس باختہ کردیا ہو۔

حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی آیات نمبر 276 تا 280 کے حوالہ سے تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم مسلمانوں کو اس ہدایت کے ذریعہ سُودی لین دین سے منع کردیا گیا ہے۔ اس کے پیچھے جو حکمت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جو سُود تم حاصل کروو وہ تمہاری دولت میں اضافہ نہیں کرتا باوجود اس کے کہ ظاہری نظر میں وہ بڑھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر آخر کار وہ وقت آتا ہے جب اصل نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔ مزید برآں ہمیں خدائی احکام میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہ آؤ تو سمجھ لو کہ تم نے خدائی احکامات کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کے Credit Crunch یعنی قرضوں کے بحران سے صورتحال نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آگئی ہے۔ شروع میں صورتحال یہ تھی کہ افراد جائیداد کی خرید کے لئے قرضے لیتے تھے اور تمام عمر اس قرض کی ادائیگی کرتے کرتے مقروض ہونے کی حالت میں موت کے منہ میں چلے جاتے تھے مگر جائیداد کی ملکیت ان کو حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔ مگر آج کے دور میں حکومتیں قرضوں کے بوجھ تلے اس طرح دبی ہوئی ہیں کہ ان کی حالت زار پر یہی تشبیہ صادق آتی ہے کہ ان کی حواس باختگی ایسی ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ شخص۔ بہت بڑی بڑی کمپنیوں کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ بہت سے بینک اور مالیاتی ادارے یا تو دیوالیہ ہوگئے ہیں یا حکومتی امداد کے ذریعہ انہیں ڈوبنے سے بچایا گیا ہے۔ یہ سنگین صورتحال دنیا کے تمام ممالک میں پیش آرہی ہے خواہ وہ امیر ممالک ہوں یا غریب۔

حضور انور نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ مجھ سے زیادہ موجودہ حالات کے بارہ میں علم رکھتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ جن لوگوں نے بینکوں میں پیسہ رکھا ہوا ہے اس پیسے کی کوئی قیمت نہیں رہی۔ اب یہ حکومتوں پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اور کس حد تک ان کی مدد کرے گی۔ مگر بہرحال دنیا کے بیشتر ممالک میں خاندانوں کا ذہنی سکون، تاجروں کا سکون اور اکابرین حکومت کا سکون برباد ہوگیا ہے۔ کیا یہ صورتحال ہمیں سوچنے پر مجبور نہیں کرتی کہ یہ سب وہی مسائل ہیں جن کے بارہ میں ہمیں وقت سے بہت پہلے خبردار کیا گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس صورتحال کے مزید کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے کہ امن کی طرف آجاؤ۔ امن کی طرف آنا تب ہی ممکن ہوگا جب لین دین اور کاروبار خالص اور مثبت روش پر چلائے جائیں گے اور جب تمام وسائل کا مناسب اور منصفانہ استعمال ہوگا۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اختصار سے مَیں نے اسلامی تعلیمات میں سے چند نکات آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں جن کو مَیں اس یاددہانی کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ اصل اور سچا امن انسانوں کو صرف اس صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ اپنے ربِّ کریم کی طرف متوجہ ہوں۔ خدا تعالیٰ تمام انسانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس مرکزی حقیقت کو سمجھ سکیں۔ صرف اسی صورت میں وہ دوسروں کا حق ادا کرسکیں گے۔

خطاب کے اختتام پر حضور انور نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا فرمایا کہ وہ تشریف لائے اور توجہ سے تمام گزارشات کو سنا۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 10/دسمبر 2008ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ شاہدہ پروین صاحبہ (والدہ مکرم محمد اطہر صاحب مقیم یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ شاہدہ پروین صاحبہ آف ربوہ 4 دسمبر کو 64 سال کی عمر میں لندن میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک، دعاگو اور خلافت سے پختہ تعلق رکھتی تھیں۔ جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے آئیں۔ پھر بیمار ہوگئیں اور ہسپتال میں زیر علاج رہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر غلام غوث شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی **مکرمہ مسعودہ صمد صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالصمد خان چوہدری صاحب آف بنگلہ دیش)** کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی

مکرمہ مسعودہ صمد صاحبہ آف بنگلہ دیش 7 دسمبر کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ یکم دسمبر 1929ء کو چٹاگانگ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر چھوٹی عمر میں ہی اپنی فیملی کے ساتھ قادیان منتقل ہوگئیں۔ 1947ء میں قادیان سے ہجرت کرکے پہلے رتن باغ لاہور، پھر چنیوٹ اور بعد میں ربوہ منتقل ہوگئیں۔ ربوہ میں قیام کے دوران تبلیغ اور تربیت کے شعبہ جات میں کام کیا۔ پھر جب بنگلہ دیش چلی گئیں تو وہاں لمبے عرصہ تک صدر لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

مرحومہ نہایت صابر شاکر، قرآن کریم کی عاشق اور خلافت سے فدائیت کا تعلق رکھتی تھیں۔ آپ اپنی اولاد کو بھی نمازوں کی ادائیگی اور تلاوتِ قرآن کی آخر دم تک نصیحت کرتی رہیں۔ آپ غریب پرور تھیں اور بکثرت صدقہ و خیرات کیا کرتی تھیں۔ آپ پردہ وغیرہ کی خود بھی پابندی کرتیں اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ سب اولاد شادی شدہ ہے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالاول خان چوہدری صاحب بنگلہ دیش میں مشنری انچارج کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ دونوں مرحومات کے درجات بلند فرمائے، عفو و بخشش کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 17/دسمبر 2008ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم رشید احمد صاحب ساہی (بارکنگ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 14/دسمبر 2008ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1977ء سے بارکنگ میں مقیم تھے۔ آپ پہلے اس جماعت میں سیکرٹری امور عامہ اور پھر لمبا عرصہ تک صدر جماعت کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم نیک، دعاگو اور خلافت سے والہانہ تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں بیوہ اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی

1۔ مکرم ممتاز رسول صاحب ولد مکرم شیخ سردار محمد صاحب (دارالعلوم وسطی ربوہ)

آپ 31/جولائی 2008ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا اصل وطن ہوشیارپور تھا۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی میں ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ بعدازاں جرمنی منتقل ہوگئے اور اپنی جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے نیز جماعتی مالی تحریکات میں بھرپور حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم پنج وقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، انتہائی حلیم، مہمان نواز اور سلسلہ احمدیہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔

2۔ مکرم مرزا منظور احمد بیگ صاحب (ابن مکرم مرزا یوسف علی بیگ صاحب آف سمن آباد فیصل آباد)

23/ستمبر 2008ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ موضع رسول ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے۔ 1962ء میں آپ لائل پور منتقل ہوگئے اور حلقہ سمن آباد میں نگران حلقہ اور پھر ممبر مجلس عاملہ نیز مجلس انصار اللہ میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مسعود آباد کی مسجد بیت الحمد کی تعمیر میں بطور سیکرٹری تعمیر کمیٹی بھی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور مالی قربانی میں نمایاں حصہ لینے والے تھے۔

3۔ مکرم محمد احمد عطاء صاحب (ابن مکرم غلام احمد عطاء صاحب وکیل الزراعت)

مکرم محمد احمد عطاء صاحب 8 دسمبر 2008ء کو اسلام آباد میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 6 سال تک افریقہ میں نصرت جہاں سکیم کے تحت بطور ٹیچر خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد اسلام آباد پاکستان آگئے اور وہاں اپنا سکول چلاتے رہے۔ آپ نہایت نیک، شریف النفس اور منکسر المزاج تھے۔ آپ مکرم غلام احمد عطاء صاحب وکیل الزراعت کے بیٹے تھے اور مکرم عبدالسلام صاحب کے داماد اور مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب کے بہنوئی تھے۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

4۔ مکرم بلال احمد راٹھور صاحب ولد مکرم تاج الٰہی راٹھور صاحب (آف چونترہ۔ راولپنڈی)

آپ 13/مئی 2008ء کو 19 سال کی عمر میں ایک حادثہ میں وفات پاگئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی اور وقف نو کی تحریک میں شامل تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ چونترہ ضلع راولپنڈی میں ناظم اطفال اور بعض دیگر عہدوں پر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ جنوری 2007ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت حکیم محمد حسین صاحب آف بلب گڑھ (دہلی) کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔

حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے (مئی 1898ء میں) قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔ بعدازاں آپؓ کے والدمحترم حضرت حکیم سرفراز حسین صاحبؓ اور دو بھائی حضرت الطاف حسین صاحبؓ اور حضرت بابو اعجاز حسین صاحبؓ بھی داخلِ احمدیت ہوئے۔ یہ خاندان اخلاص میں دن بدن ترقی کرتا چلا گیا۔

اخبار ''البدر'' میں ایڈیٹر کی ڈائری میں تحریر ہے کہ 17/اگست 1903ء کو حضور علیہ السلام گورداسپور کے لئے روانہ ہوئے اور مغرب وعشاء کی نمازیں بٹالہ میں جمع کرکے ادا کیں۔ آپؑ کی طبیعت ناساز تھی کہ نماز کے اندر طبیعت میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ انگور ملیں تو وہ کھائے جائیں مگر چونکہ نزدیک و دور اُن کا ملنا محال تھا۔ اس اثنا میں حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ نے حاضر ہوکر پھلوں کی ایک ٹوکری پیش کی جس میں انگور بھی تھے۔ اور عرض کیا کہ قادیان پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضورؑ بٹالہ تشریف لائے ہیں تو مَیں اُسی وقت میں واپس ہوا اور یہ پھل حضور کے لیے ہیں۔

فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب کی قادیان آمد کے موقع پر جن احباب جماعت نے ان کا استقبال کیا ان میں حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ اور حضرت حکیم الطاف حسین صاحبؓ دونوں بھائی شامل ہوئے۔

آپؓ کی بعض مالی قربانیوں کا ذکر بھی محفوظ ہے۔ مثلاً الحکم 24 فروری 1905ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لیے آپ کا پانچ روپے چندہ لکھا ہے۔ الفضل 22 مئی 1922ء میں چندہ خاص میں آپ کے 129 روپے لکھے ہیں۔ اسی طرح 22 مارچ 1908ء کو قادیان میں ڈاکٹران واطباء جماعت احمدیہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے یہ منظور ہوا کہ اس سلسلہ کا ہر ایک ڈاکٹر وطبیب ہر ماہ کی پہلی تاریخ کی آمدنی جو پرائیویٹ پریکٹس سے ہو صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان کی امداد کے لئے مہیا کرے گا، حضرت حکیم صاحب بھی اس اجلاس میں شامل ہوئے اور دو روپے چندہ بھی اس موقع پر دیا۔ 1917ء میں چندہ تبلیغ ولایت میں آپ کے گھر کی خواتین نے چار روپے حصہ ڈالا۔

دہلی اوراس کے مضافات میں تبلیغ کا آپؓ نے خوب موقع پایا۔ ایک مباحثہ کی تفصیل الفضل میں شائع ہوئی جس میں احمدیوں کے مباحث حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے مقابل مولوی محمد اسماعیل عارف صاحب مدرسہ اسلامیہ تھے۔ مباحثہ کے بعد کئی افراد احمدیت کی آغوش میں آئے۔ اور مولوی عارف صاحب نے حضرت حکیم صاحبؓ کو لکھا کہ اُن سے مرزا صاحب کے بارہ میں بتقاضائے بشریت اور حرکات شیطانی کے نتیجے میں جو سخت الفاظ ادا ہوئے، بندہ اپنی اس غلطی اور خطا پر رات سے نادم ہے۔ خدا تعالیٰ انسان کی بڑی بڑی خطائیں معاف کرتا ہے آپ بھی برائے خدا میری اس خطا کو معاف فرما کر دل کو صاف رکھیں۔ انشاء اللہ امید ہے کہ بندہ سے ایسی غلطی کبھی سرزد نہیں ہوگی۔

آپؓ کے بیٹے حضرت حکیم انوار حسین صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ''آپؓ رات دن سوائے تبلیغ احمدیت کے کوئی تسکین قلب کا سامان نہ سمجھتے تھے۔ وصال سے تقریباً نصف گھنٹہ قبل جبکہ غیر احمدی لوگ بھی کھڑے تھے سب کو مخاطب کرکے اپنے عقائد بیان کئے اور کہا تم گواہ رہنا۔ علم طب کی قابلیت کی وجہ سے تمام ہندو مسلمان آپ کے گرویدہ تھے......''۔

حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ نے 2 نومبر 1926ء کو اپنے گاؤں بلب گڑھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

......❁......❁......❁......

مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں محترمہ زاہدہ حنا صاحبہ کی تحریر

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جنوری 2007ء میں ''مغرب تیرا شکریہ'' کے عنوان سے محترمہ زاہدہ حنا صاحبہ کا کالم شامل اشاعت ہے جو اخبار ''ایکسپریس'' کی Online اشاعت سے منقول ہے۔

وہ بیان کرتی ہیں کہ دس برس پہلے کی بات ہے، مارچ کے مہینے کی ایک شام تھی جب کراچی میں اس شخص کی 70 ویں سالگرہ خاموشی سے منائی گئی جو اپنی زمین اور اپنے آسمان کے ہجر میں مبتلا تھا۔ دنیا کے اس ذی وقار شہری، مایہ ناز سائنس داں اور 2 درجن سے زیادہ اعلیٰ ترین بین الاقوامی اعزازات سے نوازے جانے والے شخص کی یادگیری کی محفل میں موجود ہونا میرے لئے اعزاز کی بات تھی دوسروں کی طرح میں نے بھی اسے حرفوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

اور پھر 21 نومبر 1996ء کو اس شخص کے ابدی نیند سونے کی خبر آگئی۔ اس کی زندگی کا بیشتر حصہ پاکستان سے باہر گزرا۔ وہ بار بار یہاں آیا لیکن ہر مرتبہ اسے واپس جانا پڑا۔ دنیا اس کی راہوں میں آنکھیں بچھاتی تھی لیکن ہم اس سے نگاہیں چراتے تھے۔ ہمیں تو نظری طبیعات میں اس کے مجوزہ اعلیٰ تحقیقی ادارے کی بھی ضرورت نہیں تھی جو آخر کار وہ شخص اٹلی کے شہر ٹرسٹے میں قائم کرنے پر مجبور ہوا۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اس کی کوششوں سے قائم ہوا۔ دنیا نے اسے 274 سے زیادہ ایوارڈ، اعزازات اور انعامات دیئے، ان کے ساتھ ملنے والی رقوم کا تخمینہ کروڑوں ڈالر تک پہنچتا ہے۔ اس شخص نے یہ رقم اپنی ذات کی بجائے پاکستان اور تیسری دنیا کے ذہین اور ضرورت مند طلباء کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق پر خرچ کی۔ یہ اس شخص کا قصہ ہے جو شہنشاہِ ایران کو دی جانے والی ضیافت میں اُدھڑے ہوئے جوتے پہن کر چلا گیا تھا اس لئے کہ اس کے خیال میں نئے جوتے خریدنا فضول خرچی تھی۔ جھنگ کی مٹی کے مقدر میں عشق بلاخیز اور ابدی جدائی دونوں لکھ دیئے گئے تھے، تب ہی جھنگ کی ہیر ہو یا اس کے صدیوں بعد پیدا ہونے والا عبدالسلام دونوں ہی بیمارِ عشق رہے۔

وہ اپنی دھرتی کو یاد کرتے ہوئے ہچکیوں سے روتے تھے لیکن ان کی آہ بے ثمر تھی، ان کا نالہ نارسا تھا۔......ان کے لوحِ مزار کو کیوں اور کس کے حکم سے کھرچا گیا میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی لیکن میرا خیال ہے کہ اس سانحے پر ان کی رُوح نے بھی غالب کی طرح غرقِ دریا ہونے کی آرزو کی ہوگی۔

پاکستان اور عالم اسلام کے واحد نوبل انعام یافتہ کے ساتھ ہم نے وہی کچھ کیا جو سینکڑوں برس سے اپنے عالموں، دانشوروں اور فلسفیوں پر ہم نے کفر والحاد کے فتوے لگائے تھے، جن پر زیست حرام کردی تھی، آج ہم ان ہی کے ناموں کے آگے رحمۃ اللہ علیہ اور ان میں سے بعض کے نام سے پہلے ''امام'' لکھتے ہیں۔ ہم بھول چکے ہیں کہ ابن حزم کا مدرسہ اور کتب خانہ ہم نے جلایا، اشبیلیہ میں اس کی تحریریں سربازار نذرِآتش کی گئیں، کبھی اسے جلاوطن کیا، کبھی قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا، آج وہ ہمارے لئے ایک محترم نام ہے۔ ہم کسی کو یہ نہیں بتاتے کہ ہم نے ابن تیمیہ کی کتابیں نذرِآتش کیں، اسے قید کیا اور قید کے دوران اس سے تصنیف اور تالیف کی آزادی سلب کرلی۔ آج ہم اسے ''امام'' لکھتے نہیں تھکتے۔ ہم نے تو ابن تیمیہ کے شاگرد ابن القیم کو بھی معاف نہیں کیا، اسے بندی خانے میں رکھا، اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر میں یوں پھرایا جیسے وہ کوئی مجرم ہو، اس کی کتابیں جلائیں۔ مسلم دنیا کا آخری نادر روزگار اور عظیم ہیئت داں، عالم، فلسفی، ابن رُشد جو اپنے خیالات وافکار کے سبب ذلیل ورُسوا ہوا، جسے مسجد قرطبہ کی سیڑھیوں پر نمازیوں کے جوتے صاف کرنے کی سزا دی گئی، جسے جلاوطن کیا گیا، جس کی کتابیں قرطبہ کے چوک پر الاؤ میں جھونکی گئیں آج اسی ابن رُشد کے حوالے سے ہم یورپ میں نشأۃ ثانیہ کا سہرا اَپنے سر باندھتے ہیں اور فخر سے یہ کہتے ہیں کہ راجر بیکن نے 1230ء میں ابن رُشد کی کتابوں کے لاطینی ترجمے کو یورپ کی علمی تاریخ کا ایک عظیم واقعہ قرار دیا تھا۔

عالم اسلام میں علم پروری اور عقل دوستی کا زوال ابن الہیثم اور البیرونی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور یہ عمل بارہویں صدی کے آخر پر برسوں میں ابن رُشد کی ذلّت آمیز جلاوطنی کے ساتھ مکمل ہوا۔ اس عظیم سانحے کو 8 سو برس گزر چکے لیکن ...... ہمارے رویے آج بھی دسویں، گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی سے آگے نہیں بڑھے۔ ہم آج بھی اتنے ہی بدبخت ہیں کہ ہم نے اپنے ایک نابغۂ روزگار کے لئے اس کے اپنے ملک میں عرصۂ حیات اس پر تنگ کردیا۔ دیارِ غیر میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے والے ڈاکٹر عبدالسلام سے مغرب ومشرق کی ذہانتیں استفادہ کرتی تھیں۔ لیکن اسی نوبل انعام یافتہ سائنسدان نے جب اپنے ملک کا رُخ کیا تو برسرِ اقتدار خواتین وحضرات نے اِسے ملاقات کا وقت نہیں دیا۔ معمولی سرکاری اہل کاروں نے سائنس کی ترقی کے لئے اس کی بیش قیمت تجاویز اور تعاون کے معاملات کو سرد خانے میں ڈال دیا۔ کراچی یونیورسٹی نے جب اسے اپنے یہاں مدعو کیا تو انتہا پسندوں نے اس کی آمد کو کفر واسلام کی جنگ میں تبدیل کردیا۔ آج ہم تباہی وبربادی کی جس دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں اس کا بنیادی سبب ہماری علم دشمنی، جہل دوستی اور اپنے علماء فضلا کی توہین وتذلیل ہے۔ ہم اپنی ذہانتوں کو دیس نکالا دیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ ہم تفکر اور تدبر کے سوتوں پر پہرے بٹھا دیتے ہیں۔ ہم اپنی دانش گاہوں میں ذہانتوں کو پنپنے نہیں دیتے اور انہیں کبھی ملحد، کبھی کافر اور کبھی بے راہرو قرار دے کر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ دیارِ غیر کا رُخ کریں اور ان کی ذہانتیں یورپ وامریکہ میں گل وگلزار کھلائیں۔

ہم جس تیزی سے زوال اور ذلت آمیز غلامی کی طرف جارہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے سیاسی رہنما اور ہمارے دانشور منافقت میں مبتلا ہیں۔ کسی بھی قوم کی رہنمائی اس کے سیاستدان، مدبر، مفکر اور دانشور کرتے ہیں اور جب یہی طبقہ مصلحت ومنافقت کا شکار ہوجائے تو قوم کا وہی حشر ہوتا ہے جو ہمارا ہے۔ آج ہم میں سے کتنے ہیں جو اٹھ کر باآواز بلند یہ کہہ سکیں کہ یہ وہ پاکستان نہیں ہے جس کا وعدہ برصغیر کے مسلمانوں سے کیا گیا تھا۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ یہاں کے عوام ہر مرتبہ تنگ نظر رہنماؤں کو مسترد کرتے ہیں اور جمہوریت پسندی اور روشن خیالی کے دعویدار سیاستدانوں کو حق حکمرانی سونپتے ہیں لیکن ایسی ہر جماعت اقتدار میں آنے کے بعد منافقت اور سیاسی مصلحت پسندی سے کام لیتے ہوئے سول اور فوجی نوکر شاہی، جاگیردار اشرافیہ اور کٹھ ملاّؤں کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام اس صدی میں نظری طبیعات کے شعبے کی عظیم ذہانتوں میں سے ایک تھے۔ جس دھرتی سے ان کا خمیر اٹھا اسے ان پر ناز کرنا چاہئے تھا لیکن یہ ان کی نہیں ہماری سیہ بختی ہے کہ ہم نے انہیں جلاوطنی اور بے توقیری کے عذاب میں ڈالا۔ مغرب سے متعدد معاملات پر اختلاف رکھنے کے باوجود ہمیں اس کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ ہمارے جلاوطنوں کو پناہ وہیں ملتی ہے۔ اے مغرب تیرا شکریہ!!

......❁......❁......❁......

مکرم ڈاکٹر بشارت احمد جمیل صاحب

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جنوری 2007ء میں مکرم عبدالہادی ناصر صاحب اپنے بھائی مکرم ڈاکٹر بشارت احمد جمیل صاحب کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر بشارت احمد جمیل صاحب 17 نومبر 2006ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ پونا (انڈیا) میں محترم احمد جمیل صاحب کے ہاں پیدا

ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے .B.A اور 1967ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے .M.A کیا۔ فورڈہم یونیورسٹی نیویارک امریکہ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکالرشپ دیا۔ 1976ء میں سٹی یونیورسٹی نیو یارک سے ریاضی میں .Ph.D کی۔ پھر کوئینز کالج فلشنگ، نیو یارک میں ریاضی کی تعلیم دی۔ جس کے بعد جارج واشنگٹن یونیورسٹی واشنگٹنDC میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے پڑھانے کے علاوہ امریکی محکمہ دفاع میں ریاضی دان کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

احمدیت اور انسانیت کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ آپ نے مظلوم کے حق میں ایک دھڑکنے والا دل اور احمدیت کے لئے غیرت کا جذبہ ورثہ میں پایا تھا۔ نامور اور بااثر امریکی سیاستدانوں کے ساتھ ذاتی اور دوستانہ تعلقات تھے اور چونکہ ایک بااصول اور باکردار آدمی تھے اس لئے اپنے حلقۂ احباب کو بہت متاثر کیا ہوا تھا۔ احمدیت کے مفاد کو ہر دَم مقدّم رکھتے اور اس کے لئے اعلیٰ ترین عہدیداروں سے ملنے میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ جب بھی اور جس جگہ بھی جماعت کو ضرورت پیش آتی اپنی خدمات پیش کر دیتے تھے۔ اپنی زندگی انسانیت کی مدد کے لئے پورے عزم اور خلوص کے ساتھ وقف کر رکھی تھی۔ 1992ء میں اپنے ایک دوست .Dr Daniel Aulicino کے ساتھ مل کر انسانی حقوق کی تنظیم Humanity International کی بنیاد رکھی جس کے تحت بلاتمیز رنگ و نسل و مذہب ہمدردی کے پراجیکٹس پر کام کیا گیا۔

جنرل ضیاءالحق کے احمدیوں پر مظالم کے خلاف آپ نے اپنے تمام ذرائع اور تعلقات بروئے کار لاتے ہوئے ضیاء حکومت پر امریکی کانگریس اور حکومت کا دباؤ برقرار رکھا۔ کانگریس کے رکن .Hon Tony P. Hall کے تعاون سے پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف قرارداد مذمّت پاس کروانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آپ نے احمدیوں کے لئے امریکہ میں مذہبی بنیاد پر پناہ کے لئے امریکی حکومت کے دفتر خارجہ کی منفی رائے کی پالیسی کو مثبت رائے میں تبدیل کرنے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔

......❁......❁......❁......

میں کس طرح احمدی ہوا

تحریر: حاجی امین اللہ صاحب آف ڈیٹن

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جنوری 2007ء میں مکرم حاجی امین اللہ صاحب آف ڈیٹن اپنے قبول احمدیت کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ 70ء کے ابتدائی سالوں میں مَیں غیر احمدی مسلمان تھا۔ لیکن اکثر مکرم مظفر ظفر صاحب مرحوم اور کچھ دوسرے احمدی بھائیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اُنہی دنوں میری بہن کو کسی نے قتل کر دیا۔ جب میں اسے دفنا کر قبرستان سے باہر نکلا تو میں نے پستول لے کر قاتل کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ ایک روز مسجد احمدیہ ڈیٹن کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ کسی چیز نے مجھے رُکنے پر مجبور کیا۔ جب ایسا بار بار ہوا تو میں گاڑی پارک کر کے مسجد کے اندر چلا گیا اور مکرم مظفر ظفر صاحب کے بارہ میں دریافت کیا لیکن وہ اس وقت مسجد میں نہیں تھے۔ میں کچھ دنوں بعد پھر گیا تو اُن سے اور کچھ اَور دوستوں سے ملاقات ہوگئی۔ ہم اسلام کے بارہ میں بات چیت کرتے اور قرآن کریم پڑھنا سیکھتے اور نماز بھی اکٹھے پڑھتے لیکن میں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی تھی۔ آہستہ آہستہ مجھے احساس ہونے لگا کہ اپنی بہن کے قاتل کو ڈھونڈنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ مَیں خداوند کریم کو تلاش کروں۔

کچھ عرصہ بعد ہم سب حج کرنے بھی گئے۔ ایک دن مدینہ کے مقامی احباب حج اور خلافت کے موضوع پر بحث کر رہے تھے۔ میرے نزدیک وہ غلط تھے۔ اس پر میں نے انہیں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا اس موضوع پر انگریزی ترجمہ دیا تو وہ اُسی وقت کہنے لگے کہ یہ بالکل درست وضاحت ہے۔ تب مجھے خیال آیا کہ اگر احمدیت ان مقامی اور عالم لوگوں کو سچا راستہ دکھا رہی ہے تو پھر ضرور یہ سچی جماعت ہے۔

پھر کچھ دنوں بعد جب ہم مکہ پہنچے تو مَیں نے خواب میں خود کو سبز قالین پر نماز پڑھتے دیکھا۔ یہ خواب جب مَیں نے ایک احمدی بھائی کو بتائی تو اُس نے کہا ''مبارک ہو اور احمدیت میں خوش آمدید''۔ بہرحال واپس ڈیٹن آ کر مَیں نے احمدیت قبول کر لی۔

......❁......❁......❁......

حضرت نواب سید مولوی مہدی حسنؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15؍فروری 2007ء میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت کے قلم سے حضرت مولوی مہدی حسن صاحبؓ فتح نواز جنگ کا تفصیلی ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

فتح نواز جنگ حضرت سید مولوی مہدی حسن صاحبؓ بیرسٹر ایٹ لاء، سابق چیف جسٹس و ہوم سیکرٹری حیدرآباد دکن، لکھنؤ میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ علیگڑھ کالج کے ٹرسٹی اور آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے نامور اور ممتاز ممبران میں سے تھے۔ 26 دسمبر 1900ء کو قادیان میں حاضر ہوئے۔ چونکہ مغربی طرز تمدن میں نشو و نما پائی تھی اور ناز و نعم کے ماحول میں پل کر علمی شہرت حاصل کی تھی لہٰذا ان کا سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے قادیان میں پہنچنا بجز کشش اور اخلاص کے ممکن نہیں تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی آمد پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا: ''ہر ایک قدم جو صدق اور تلاش حق کے لئے اٹھایا جاوے اس کے لئے بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جس کو دنیا دار کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی...... خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک ہی سے ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے''۔ پھر حضرت اقدسؑ نے صحابہؓ کی قوت ایمانی پر نظائر پیش کر کے واضح فرمایا کہ ترقی یورپ کے اتباع میں نہیں بلکہ قرآن پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔

حضورؑ نے اس ناصحانہ خطاب کے بعد سید مہدی حسن صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ کو چونکہ خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے کہ اس قدر دُور دراز کا سفر اختیار کر کے اور راستہ کی تکلیف اٹھا کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر ایمانی قوت کی تحریک نہ ہوتی تو اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اس قوت کو ترقی دے تا کہ آپ کو وہ آنکھ عطا ہو کہ آپ اس روشنی اور نور کو دیکھ سکیں جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا پر نازل کیا ہے۔ بعض اوقات انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ کہیں جاتا ہے اور پھر جلد چلا آتا ہے، مگر اس کے بعد اس کی روح میں دوسرے وقت اضطراب ہوتا ہے کہ کیوں چلا آیا۔ ہمارے دوست آتے ہیں اور اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلد چلے جاتے ہیں لیکن پیچھے ان کو حسرت ہوتی ہے کہ کیوں جلد واپس آئے۔''

اس موقع پر انہوں نے عرض کیا کہ میرا بھی یقیناً یہی حال ہوگا۔ اور اگر میں نواب محسن الملک صاحب اور دوسرے دوستوں کو تار نہ دے چکا ہوتا تو میں اَور ٹھہرتا۔ حضورؑ نے آپ کی معذرت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا: ''بہرحال میں نہیں چاہتا کہ آپ تخلّف وعدہ کریں اور جبکہ ان کو اطلاع دے چکے ہیں، تو ضرور جانا چاہئے''۔

جلسہ میں حضرت نواب صاحبؓ کی شمولیت کے حوالہ سے اخبار ''الحکم'' نے لکھا: معزز مہمان علیگڑھ کالج کے ٹرسٹی نواب عماد الملک فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ہیں۔ آپ نے علوم عربیہ کو باقاعدہ تحصیل کیا ہے اور نئی روشنی سے بھی پورا حصہ لیا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کو حضرت اقدس امام ہمام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق اس طرح پیدا ہوا کہ آپؓ نے ''پائنیر'' میں بشپ لاہوری کے متعلق ایک چٹھی پڑھی تو خیال آیا کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہوسکتا جو اتنے بڑے آدمی کو ایک فوق العادت دعوت کرتا ہے جس کے متبعین میں اس درجہ اور طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ اس کے بعد آپ کو سیرت مسیح موعودؑ پڑھنے کا اتفاق ہوا اور پھر حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ اور حضور علیہ السلام سے خط و کتابت بھی کی۔ آپ جب حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ اسسٹنٹ سرجن سے ملے اُن کے اخلاق حمیدہ نے بھی آپ کو بہت متاثر کیا۔ ''الحکم'' بھی آپ کے زیر مطالعہ رہا۔ غرض بارش کی وجہ سے راستہ کی مشکلات اور علیگڑھ کالج کی تعلیمی کانفرنس میں شمولیت پر آپ نے قادیان کے سفر کو مقدم کر لیا۔ اور 26 دسمبر 1900ء کی تقریر کے بعد آپ کو کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

قادیان میں حضرت نواب صاحب کی ملاقات حضرت سید عبداللہ صاحب بغدادیؓ سے ہوئی تو آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ انہوں نے بھی مذہب شیعہ ترک کر کے احمدی مذہب اختیار کیا تھا۔ بغدادی صاحب نے نواب صاحب سے پوچھا کہ آپ نے حضرت اقدسؑ کو کیسا پایا تو نواب صاحب نے عربی زبان میں کہا کہ یہ نبیوں جیسا اور اس کا کلام نبیوں جیسا ہے اور بے شک و شبہ صادق ہے۔

چونکہ کانفرنس میں شریک ہونا تھا اس لئے جلد تشریف لے گئے۔ اور پھر دارالامان آنے کے واسطے تڑپتے رہے اور بارہا تلاش موقع رہے مگر افسوس کہ وہ یہ آرزو دل ہی میں لے گئے۔

قادیان سے واپس جا کر حضرت نواب صاحب موصوف کی ارادت اور عقیدت سلسلہ کے ساتھ بہت بڑھ گئی تھی۔ قادیان کی قومی ضرورتوں میں باضابطہ حصہ لیتے تھے۔ الحکم کے ساتھ ان کو محبت تھی اور تفسیر القرآن کے ساتھ بھی ان کو بڑا عشق تھا۔ انہوں نے ایک درجن سے زیادہ معزز اور بارسوخ لوگوں میں الحکم اور تفسیر القرآن کی اشاعت بھی کی۔ المختصر کہ لکھنؤ میں زور شور سے خدمت دین میں سرگرم ہوگئے۔

وفات سے قبل آپ کو ایک عظیم ملّی کارنامہ انجام دینے کی توفیق ملی۔ 1904ء میں ایجوکیشنل کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا تو لکھنؤ میں اس کی خوفناک مخالفت شروع ہوگئی اور بقول نواب محسن الملک مرحوم تعجب نہ تھا کہ کانفرنس کا چراغ گل ہوگیا ہوتا۔ یہ مخالفت معمولی نہ تھی اور اس کا دبانا آسان نہ تھا اس لئے کہ وہ ایسے گروہ کی طرف سے شروع ہوئی تھی جو عوام میں مقدس اور رہنما اور دین کا ہادی سمجھا جاتا ہے اور جس کا حکم خدائی کہا جاتا ہے۔ پیشوا شیعوں کے اور علمائے فرنگی محل جو سنیوں کے امام سمجھے جاتے ہیں، وہ دونوں ایک ہوگئے اور انہوں نے کانفرنس کے شرکاء پر الحاد، ارتداد اور کفر کے فتوے جاری کئے، اشتہارات تقسیم کئے، جلسے کئے اور تقریروں میں کہا کہ کانفرنس کے شرکاء اسلامی حقوق سے محروم ہوجائیں گے اور مرنے کے بعد ان کی نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے گا۔

مسلمان فرقوں کی مصالحت اور کانفرنس کی کامیابی کا سہرا جن بزرگوں کا مرہون منت تھا ان میں حضرت نواب صاحبؓ سرفہرست تھے۔

کانفرنس کے بعد جلد ہی 13؍جنوری 1904ء کو آپؓ انتقال فرما گئے۔ آپؓ کے المناک انتقال پر الہ آباد کے مشہور اخبار پانیئر نے لکھا: نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب کے انتقال پُر ملال پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے تھوڑا ہے۔ آپ صرف تین ہفتے بیمار رہے تھے۔ اور مرض خون میں زہریلے مادہ کا زیادہ ہونا تشخیص کیا گیا تھا۔ آپ نے سر سالار جنگ ثانی کے پُرآشوب زمانہ کے بعد حیدرآباد میں نہایت حسن لیاقت سے کام انجام دیا اور پہلے چیف جسٹس مقرر ہوئے جس کے لئے کیا بلحاظ اپنی انگریزی قابلیت اور بلحاظ قانونی واقفیت وہ نہایت ہی مناسب تھے۔ پھر ہوم سیکرٹری مقرر ہوگئے......

حضرت سید مہدی حسن صاحبؓ عبقری شخصیت اور صاحب طرز انشاء پرداز تھے آپ کے یادگار علمی لٹریچر میں تین تصانیف کا سراغ مل سکا ہے:

ا۔ ''مرقع عبرت'': یہ نواب سالار جنگ کی سوانح ہے۔
۲۔ ''سالانہ جوڈیشل رپورٹ 1885ء'': یہ جوڈیشل پہلی رپورٹ تھی جو نواب فتح نواز جنگ کے زمانہ معتمدی عدالت کوتوالی و امور عامہ میں مرتب ہوئی۔
۳۔ ''ہندوستانی زندگی''

......❁......❁......❁......

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان 18؍جنوری 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم ایچ۔ آر ساحر صاحب کی ایک نعت سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خورشید و ماہ و اختر و پرویں حریم کے
سب رنگ و نور عکس ہیں دُرِّ یتیمؐ کے
انفاس میں ہے مُشکِ ختن سے سوا مہک
انداز ہیں تو نکہت موجِ شمیم کے
اُنؐ کا وجودِ پاک ہے قندیلِ حق نما
وہؐ ہیں سراجِ نور رہِ مُستقیم کے
ہیں فخر فقر بھی ، شہِ کون و مکان بھی
ہیں جان و دل نثار اُس قلبِ سلیم کے
ساحر ! ہیں ماورائے گمان و خیال وہ
محبوب ہیں وہؐ حضرتِ ربِّ کریم کے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

9th January 2009 – 15th January 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 9th January 2009

00:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 Al Maa'idah: a cookery programme teaching how to prepare a variety of dishes.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd October 1996.
02:35 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
03:25 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 3rd January 1998.
04:30 Spotlight: speech delivered by Muzafar Ahmad Durrani on the 'Blessings of Khilafat'.
05:20 Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Children's class with Huzoor recorded on 3rd February 2007.
08:15 Le Francais C'est Facile
08:45 Siraikee Service: a discussion in Siraikee on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:30 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 16th June 1995.
10:35 Indonesian Service
11:30 Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion on the life and character of the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:05 Tilawat & MTA News
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh Mosque, London.
14:15 Dars-e-Hadith
14:25 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:25 Spotlight: an interview with Muzaffar Ahmad Durrani on the blessings of Khilafat.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. Recorded on 2nd January 2009.
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
22:25 Hawaii: a programme about various plant life on the island of Hawaii.
23:00 Urdu Mulaqa'at: rec. on 16th June 1995.

Saturday 10th January 2009

00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25 Le Francais C'est Facile
01:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th October 1996.
03:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 9th January 2009.
04:30 Spotlight
05:25 Hawaii
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 3rd February 2007.
08:00 Ashab-e-Ahmad
08:35 Friday Sermon
09:35 Art Class with Wayne Clements
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: a variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor.
16:15 Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
16:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 15th February 1984.
17:55 Ashab-e-Ahmad
18:30 Arabic Service: an Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:15 Moshaairah: an evening of poetry [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 11th January 2009

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th October 1996.
02:25 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:00 Moshaairah: an evening of Urdu poetry in commemoration of the Khilafat Centenary.
04:40 Question and Answer Session: recorded on 15th February 1984.
05:40 Art Class with Wayne Clements
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 3rd January 2009.
08:20 The Casa Loma: programme featuring a guided tour around the Casa Loma.
08:50 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
09:55 Indonesian Service
10:55 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon recorded on 9th January.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor.
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:15 Question and Answer Session: recorded on 7th December 1996.
18:30 Arabic Service
20:45 MTA International News
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:40 Learning Arabic: lesson no. 29 [R]
23:15 Seerat-un-Nabi

Monday 12th January 2009

00:00 Tilawat & MTA News
00:50 The Casa Loma
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st October 1996.
02:30 Friday Sermon
03:30 Learning Arabic: lesson no. 29.
04:05 Question and Answer Session: recorded on 7th December 1996.
05:30 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor.
08:00 Le Francais C'est Facile
08:35 Spotlight
09:10 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends.
10:10 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 21st November 2008.
11:25 Medical Matters
12:00 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon
15:20 Spotlight [R]
15:55 Medical Matters
16:25 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor. [R]
17:25 French Mulaqa'at
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th November 1996.
20:30 MTA International News
21:05 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor. [R]`
22:20 Friday Sermon [R]
23:35 Spotlight [R]

Tuesday 13th January 2009

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Le Francais C'est Facile
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th November 1996.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th January 2008.
03:40 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends.
05:30 Medical Matters: A health programme, taking a look at Heart diseases.
05:25 Spotlight
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor, recorded on 3rd April 2005.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd December 1996, part 1.
09:30 Discussion
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
11:35 MTA Travel: a visit to Sorrento and the Amalfi coast.
12:05 Tilawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana Ghana 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th April 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
17:25 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 9th January 2009.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:10 Discussion [R]
23:00 Jalsa Salana Ghana 2008: concluding address [R]

Wednesday 14th January 2009

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 22.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th November 1996.
02:45 Question and Answer Session: recorded on 22nd December 1996.
04:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class
05:15 Jalsa Salana Ghana 2008: Opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th April 2008.
06:00 Tilawat & MTA News
06:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 21st December 2008.
07:45 Seerat Sahaba Rasool (saw)
09:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1996, part 2.
10:10 Indonesian Service
11:05 Swahili Muzakarah
12:10 Tilawat & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 13th April 1984.
15:00 Jalsa Salana speeches: speech delivered by Muhammad Arshad Ahmadi, recorded on 31st July 1999.
15:30 Art Class with Wayne Clements.
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd December 1996, part 2. [R]
17:25 Spotlight
18:15 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th November 1996.
20:35 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:05 Jalsa Salana Speeches [R]
22:35 Art Class
22:55 From the Archives [R]

Thursday 15th January 2009

00:00 Tilawat & MTA News Review
00:40 Hamaari Kaenaat: a series of programmes about the Universe.
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th November 1996.
02:10 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 13th April 1984.
03:00 Art Class with Wayne Clements
03:20 Spotlight
03:40 Lajna Magazine
04:35 Seerat Sahaba Rasool (saw)
06:05 Tilawat, Dars & MTA News
07:10 Children's class with Huzoor recorded on 2nd April 2005.
08:10 English Mulaqa'at: Recorded on 27th March 1994.
09:20 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
10:25 Indonesian Service
11:15 Pushto Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: Bengali translation of Friday sermon delivered on 9th January 2009.
14:00 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on 9th June 1998.
15:00 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's Tour to Ghana. [R]
15:50 English Mulaqa'at: Recorded on 27th March 1994. [R]
16:50 Mosha'airah: an evening of Urdu poetry
17:30 Spotlight
18:30 Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar
20:35 MTA International News
21:05 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on 9th June 1998. [R]
22:10 Spotlight [R]
23:05 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 02 January , 2009 | Issue No. 01

جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے مگر یہ جماعت اسلام کی سچی تعلیمات کی علمبردار ہے۔

انشاءاللہ خلافت احمدیہ ہمیشہ دنیا میں امن و آشتی کی علمبردار رہے گی اور دنیا میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں وہ اپنے اپنے وطنوں کے وفادار شہری رہیں گے۔

اس وقت دنیا میں بے چینی اور بے قراری پائی جاتی ہے۔ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی جنگیں بھڑک اٹھتی ہیں۔ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ ان چھوٹی جنگوں کے شعلے بھڑک کر ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔

ہماری زندگیوں کا واحد اور اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا کے سامنے آنحضرت ﷺ کے اسوہ پاک اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کریں۔

اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہر قسم کی نفرتوں کو بھلا کر امن کی بنیادیں استوار کی جائیں اور یہ صرف تب ہی ممکن ہے کہ تمام لوگوں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ دوسروں کی دولت کے لئے حرص کرنا اور حسد کرنا دنیا میں بے چینی کو بڑھانے کا سبب ہیں۔ جن ممالک کو معدنیات کے ذخائر عطا ہوئے ہیں ان کو آزادی ہونی چاہئے کہ وہ معقول قیمتوں پر کھلی مارکیٹ میں اپنے ذخیروں کی تجارت کر سکیں۔

جب مظالم اپنی انتہاؤں کو چھونے لگیں اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس کے بعض طبعی نتائج اسی دنیا میں ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔

سُود ایک ایسی شدید بُرائی ہے جس سے گھریلو،قومی اور بین الاقوامی سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔

دنیا کا امن کی طرف آنا تب ہی ممکن ہوگا جب لین دین اور کاروبار خالص اور مثبت روش پر چلائے جائیں گے اور جب تمام وسائل کا مناسب اور منصفانہ استعمال ہوگا۔

(پٹنی کے علاقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ جسٹین گریننگ کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں برطانیہ کے ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں منعقد ہونے والی تاریخی تقریب میں 22/اکتوبر 2008ء کو ممبران پارلیمنٹ ،مختلف ممالک کے سفراء اور حکومتی وزراء اور دیگر معززین سے حالات حاضرہ کے تناظر میں نہایت پُرحکمت اور بصیرت افروز خطاب)

جسٹین گرینگ ایم پی اور وزارت خارجہ کی منسٹر Gillian Merron کے استقبالیہ ایڈریسز

(رپورٹ مرتبہ :حامدہ سنوری فاروقی ۔لندن)

22/اکتوبر 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں علاقہ پٹنی کی ممبر آف پارلیمنٹ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں ایک تقریب منعقد کی۔ ہاؤسز آف پارلیمنٹ کو ویسٹ منسٹر محل (Palace of Westminster) بھی کہا جاتا ہے۔ لندن کے بیچوں بیچ یہ عظیم الشان، وسیع و عریض عمارت حکومت برطانیہ کا دِل سمجھی جاتی ہے۔ وقت کے بہتے ہوئے دھارے کو عمارت کے ایک مینار پر نصب بِگ بین (Big Ben) کا معروف گھڑیال گھنٹیوں کے ساتھ ناپتا چلا جاتا ہے جو ساری دنیا میں برطانیہ کی پہچان ہے۔

یہ عمارت حکومت برطانیہ کے شہنشاہوں کا مرکز رہی ہے اور دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔

پہلا ایوان House of Lords ان ممبران پر مشتمل ہے جو موروثی حیثیت سے ممبر بنتے ہیں یا نامزد کئے جاتے ہیں۔

دوسرا ایوان House of Commons الیکشن کے ذریعہ چنے ہوئے ممبر ہوتے ہیں۔

جس وقت حضور انور ہاؤسز آف پارلیمنٹ تشریف لائے اس وقت پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا تھا۔ وزیر اعظم کے ساتھ سوال وجواب کی مجلس ہو رہی تھی (Prime Minister's Question Time)۔ جیسے ہی یہ اجلاس ختم ہوا ممبران پارلیمنٹ حضور انور سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے۔

دریائے ٹیمز (Thames) جو لندن کے بیچوں بیچ بہتا ہے، پارلیمنٹ کی عمارت کے ساتھ سے گزرتا ہے۔ آج اس کی موجیں بھی خلیفۂ وقت کی موجودگی پر شاداں و فرحاں بڑے وقار سے بہتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

حضور انور کا استقبال تقریباً سوا بارہ بجے دوپہر محترمہ Justine Greeting M.P. نے کیا جو اس تقریب کی میزبان تھیں۔ وہ مسجد فضل کے حلقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ (M.P) ہیں۔ موسم نہایت خوشگوار ہونے کی وجہ سے وہ پہلے حضور انور کو دریا کی سمت سے پارلیمنٹ کی عمارت کا نظارہ کروانے کے لئے لے گئیں۔ لندن شہر جو اکثر دھندلکوں کی دبیز تہہ میں چھپا ہوتا ہے آج موقع کی مناسبت سے سورج کی کرنوں سے جگمگا رہا تھا۔

کچھ معروف شخصیات نے اس موقع پر حضور انور سے تعارف حاصل کیا۔

دونوں ایوانوں سے آئے ہوئے تیس (30) سے زائد ممبران پارلیمنٹ اور دنیا بھر کی نمائندگی کرنے والے سفارتخانوں اور مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات حضور انور کے خطاب کو سننے کے لئے جمع تھیں۔

خطاب سے پہلے کچھ شخصیات نے حضور انور سے تعارف حاصل کیا جن میں مندرجہ ذیل نمایاں تھے۔

محترمہ Meg Munn M.P. جو شیفیلڈ کے علاقہ کی ممبر ہیں۔ امور خارجہ کی وزیرہ چکی ہیں۔

جناب Alan Keen M.P.۔

محترمہ Ann Keen M.P. وزیر امور صحت۔

محترمہ Fiona MacTaggart M.P. سلاؤ کے علاقہ کی ممبر ہیں۔

جناب یاسر شعبان۔ کونسلر مصری سفارتخانہ۔

جناب Stephen Hammond M.P. حزب اختلاف کی طرف سے ٹرانسپورٹ کے وزیر ہیں۔

جناب Doug Naysmith M.P.۔

H.E. Mr. Rafael Moreno ۔ملک چلّی (Chilli) کے سفیر۔

جناب John McDonnell M.P. ۔

Consultant Dr. Michael Bending۔

جناب Tom Cox ۔ یہ ممبر آف پارلیمنٹ رہے ہیں اور جماعت احمدیہ سے ہمیشہ بہت اچھا تعلق رکھتے رہے ہیں۔

حزب Baroness Sandil Verma

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر